مدحت کے پھول

مداح:

حامد امروہوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدحت کے پھول

مدّاح: حامد امروہوی

فہرست

کوائف ۸
تعارف ۹
انتساب ۱۰
پیش گفتار ۱۱
تقریظ ۱۵
حامد امروہوی کی نعت گوئی ۲۵
حامد امروہوی ۔ نعت اور تغزل ۲۹
کچھ اپنے بارے میں ۳۶
حمدِ باری تعالیٰ ۴۴
سلام بحضور سرورِ کونین ؐ ۴۶
قطعات ۴۸
جہاں والو مبارک شاہِ دیں ؐ تشریف لاتے ہیں ۵۰

وجہِ کون و مکاں آ گئے ——— ۵۲
شاہانِ زمانہ کا مقام اپنی جگہ ہے ——— ۵۴
باغِ جنّت سے حسیں کیوں نہ ہو کوچا تیرا ——— ۵۶
تکمیلِ عاشقی ہے جو دردِ جگر ملے ——— ۵۹
حشر میں چھپا لیں گے دامنِ شفاعت میں ——— ۶۲
جس کے روئے روشن کا ہر طرف اُجالا ہے ——— ۶۴
نگاہِ یاس جب اُنؐ کی طرف اُٹھی ہو گی ——— ۶۶
یہ مانا مشکلوں کا سامنا تو گام گام آیا ——— ۶۹
جس میں مرے آقاؐ کی محبت نہیں ہو گی ——— ۷۱
باعثِ عالمِ امکاں ہیں رسولِ عربیؐ ——— ۷۲
میری کشتی بھنور میں آئی ہے ——— ۷۴
نہیں وہ سوئے جنّت آنکھ بھر کر دیکھنے والے ۷۶
وہی یہاں کے لئے ہیں وہی وہاں کے لئے ۷۷
حبیبِ حق نہ شہنشاہِ دوسرا ہو کر ——— ۷۸
دن تمھیں سے ہے رات تم سے ہے ——— ۷۹
درِ اقدس پہ میرا سر جھکا ہے ——— ۸۱
نشۂ عشق سے سرشار غلام اُنؐ کا ہے ——— ۸۳
آپ خیر الانام ہیں آقاؐ ——— ۸۵
آسرا کوئی نہیں ہے تری رحمت کے سوا ——— ۸۷

نہیں ہے کسی کی جو ہے بات اُن کی ——— ۸۹
جذبۂ عشق ہمارا ابھی بھرپور نہیں ——— ۹۱
جو دل میں یادِ پیمبرؐ نہیں تو کچھ بھی نہیں ——— ۹۴
درد و غم و الم کی دوا چاہیئے مجھے ——— ۹۶
شاہِ ہر دو سرا مل گئے ——— ۹۷
دل وہ کیا دل جو تیرے درد کا خواہاں نہ ہوا ——— ۹۹
اللہ نے یوں رتبہ بڑھایا شبِ معراج ——— ۱۰۱
عرشِ اعظم کو چلے شاہِ اُممؐ آج کی رات ——— ۱۰۳
آج خطرے میں ہے ایمان مدینے والےؐ ——— ۱۰۵
زباں پہ شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے ——— ۱۰۶
مرے گلستانِ خیال میں بخدا تمھیںؐ سے بہار ہے ——— ۱۰۹
کتنا محبوب وہ دن اور مہینہ ہوگا ——— ۱۱۱
حق نے جس حسن سے دنیا کو سنوارا ہوگا ——— ۱۱۳
جائیں گے جائیں گے سرکار میں پھیرا ہوگا ——— ۱۱۵
کب کہا کس سے کہا میں نے کہ جنت چاہیئے ——— ۱۱۷
دل دردِ معاصی کی دوا مانگ رہا ہے ——— ۱۱۹
حسرت جو مرے دل ہے یارب وہ بر آئے ——— ۱۲۱
ہم کہاں جرأتِ اظہار پہ شرمائے ہیں ——— ۱۲۳
تمؐ سا نہ حسیں ہے نہ کوئی تم سا حسیں ہو ——— ۱۲۵

نبیؐ کی اُلفت سے ہو جو خالی وہ موت ہے زندگی نہیں ہے ۱۲۷
ابتدا آپؐ ہیں انتہا آپؐ ہیں ______ ۱۲۸
آؤ اُس در پہ چلو چل کے صدا دیتے ہیں ______ ۱۲۹
یہ مکاں آپؐ کا لامکاں آپؐ کا ______ ۱۳۱
ہم اپنے جذبۂ کامل سے اتنا کام لیتے ہیں ______ ۱۳۳
رکھتا ہوں آس رحمتِ پروردگار کی ______ ۱۳۴
مدحت سرائے احمدِ مختارؐ ہوگئے ______ ۱۳۶
جب تصور کرلیا وہؐ ہیں ہمارے سامنے ______ ۱۳۹
سرکارؐ آپ جیسا کوئی مہرباں نہیں ______ ۱۴۲
اُنؐ کا کرم شریک رہا زندگی کے ساتھ ______ ۱۴۴
قصے چھیڑو اُنؐ کی گلی کے ______ ۱۴۷
اے کاش چشمِ شوق کو ایسا دکھائی دے ______ ۱۴۹
ثانی مرے سرکارؐ کا دیکھا نہیں کوئی ______ ۱۵۲
سرورِ انبیاء ہو تمؐ، تمؐ سے سوا نہیں کوئی ______ ۱۵۴
جس کو جو کچھ ملا جو ملے ______ ۱۵۶
پاس کے جلوے دور کے جلوے ______ ۱۶۰
اے دل جو غلامِ شہِ لولاکؐ نہیں ہے ______ ۱۶۱
میں نہیں کہتا کہ تم ایسا کرو ویسا کرو ______ ۱۶۲
طیبہ میں حاجیوں کو نظارے نصیب ہیں ______ ۱۶۴

اُس شمعِ رسالتؐ کے پروانے ہزاروں ہیں —— ۱۶۶
اُنؐ سے میں اُنؐ کے دُلاروں کا اُتارا مانگوں —— ۱۶۷
ہم سے پوچھو باغِ جنت کیسا لگتا ہے —— ۱۶۹
جب اپنا گناہوں سے بُرا حال لگے ہے —— ۱۷۱
فردوسِ بریں مانا کہ فردوسِ بریں ہے —— ۱۷۳
اے گنہ گارو کرو احمدِ مختارؐ کی بات —— ۱۷۵
مناظر مدینے کے جو دیکھ آئے —— ۱۷۷
حسرت و ارماں کے بر آنے کا موسم آ گیا —— ۱۷۸
ہم پر نہ کھلا بابِ کرم اب کے برس بھی —— ۱۸۰
ہے جوش پہ دریائے عطا عید کا دن ہے —— ۱۸۲

گوشۂ منقبت :

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ —— ۱۸۵
سیدنا حضرت عمر فاروقؓ —— ۱۸۶
سیدنا حضرت عثمان غنیؓ —— ۱۸۷
سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ —— ۱۸۸
اہلِ بیتِ اطہارؓ —— ۱۸۹
سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ —— ۱۹۰
سیدہ زینبؓ —— ۱۹۱
سلام در منقبت سیدنا حضرت حسینؓ —— ۱۹۲

سلام در منقبت سیدنا حضرت حسینؓ ــــــ ۱۹۳
سیدنا حضرت زین العابدینؓ ــــــ ۱۹۵
سیدنا امام مہدیؓ ــــــ ۱۹۶
سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ۱۹۸
مرشدی حضرت الحاج سید قربان حسن شاہ قدس سرہٗ ۲۰۰
مرشدی حضرت الحاج سید قربان حسن شاہ قدس سرہٗ ۲۰۲
گوشۂ غزل :
پرسشِ غم کی تھی حاجت نہ سوالات کی تھی ــــــ ۲۰۵
آپ کے ناز اُٹھانے میں مزا آتا ہے ــــــ ۲۰۶
اُن کا انداز جو مائل بہ عطا ہوتا ہے ــــــ ۲۰۷
جو کوئی کشتۂ تسلیم و رضا ہوتا ہے ــــــ ۲۰۹
وجہِ سکونِ قلبِ پریشاں کب آئے گا ــــــ ۲۱۱
انھیں خود اُن کی ادا بھاگئی تو کیا ہوگا ــــــ ۲۱۳
ہماری طرح وفا کے تم بھی فریب کھاؤ تو ہم بھی جانیں ۲۱۴
اپیل ــــــ ۲۱۵

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کوائف:

نام کتاب: ——— مدحت کے پھول

مصنف: ——— حامد حسین مرزا۔ حامد امروہوی

سنِ اشاعت: ——— ۱۹۹۵ء / ۱۴۱۵ھ

تعداد: ——— پانچ سو

کتابت: ——— سراج رسولپوری

طباعت: ——— سٹی پرنٹرس، بلیماران، دہلی

قیمت: ——— $10.00

——— ناشرین ———

امریکہ: رشید شیخ، ناظمِ اعلیٰ، بزمِ سخن، شکاگو

ہندستان: ——— محمد عامر مرزا۔ محمد بابر مرزا

انوار وِلا، دودھ پور، علی گڑھ

——— ملنے کے پتے: ———

امریکہ: ——— زہرہ قادری

۳۰۳۵ - ویسٹ ولسن، شکاگو۔ ایلینوئس

۶۰۶۲۵

(فون: 312-463-4442)

ہندستان: ——— ڈاکٹر ضیاء رؤف

انوار وِلا، دودھ پور، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

انتساب

میں اپنے اِس مجموعۂ کلام
" مدحت کے پھول "
کو ـــــــــــ
مرشدِ کامل الحاج سید قربان حسن شاہؒ
اور ـــــــــــ
عاشقِ رسول مہمانِ سرکارِ مدینہ
والدِ محترم حضرت الحاج رؤف امروہویؒ
کی ـــــــــــ
اَرواحِ مُبارکہ کی نذر
کرتا ہوں۔

خاکِ پائے قربانؒ و رؤفؒ
حامد امروہوی

پروفیسر نثار احمد فاروقی
صدر شعبۂ عربی، دہلی یونیورسٹی، دہلی

پیش گفتار

حضرت حافظ عبدالرؤف رؤفؔ امروہوی خاصانِ خدا میں سے تھے امروہہ میں اُن کی ذاتِ بابرکات اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ بچّوں کی طرح معصوم زندگی، صاف ستھرا کردار، وضع داری اور انکسار، دردمندی، دل نوازی سادگی اور بے ریائی اُن کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ ان سب خوبیوں کو آب و رنگ دیا تھا محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا ایک اثر یہ تھا کہ ستّر سال یا اس سے بھی زیادہ مدت تک ان کے مکان پر نمازِ جمعہ کے بعد عصر کے وقت تک نعت خوانی کا جلسہ ہوتا تھا جس میں کسی بھی حال میں کبھی ایک ناغہ بھی نہیں ہوا اور اس جلسے کی وجہ سے حضرت رؤفؔ نے کبھی امروہہ سے باہر جانے کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ اس مبارک محفل میں سیکڑوں نعت خواں کیف و انبساط کی دولت لُٹا کر چلے گئے۔ ایک کے بعد دوسری نسل آتی رہی، اِن مجلسوں کا وجد انگیز منظر دیکھنے اور تجربہ کرنے سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت رؤفؔ خود بھی شاعر تھے اور اُن کا کلام اُن کی زندگی اور شخصیت کی منھ بولتی تصویر تھا۔ انھوں نے غزلیں تو برائے نام ہی کہیں ساری عمر نعت و منقبت ہی لکھتے رہے اور اُن پر مشتمل کئی مجموعے شائع

ہوئے جو انہوں نے قدر دانوں میں بلا قیمت تقسیم کر دیئے، ان پر اللہ کا فضل و کرم یہ بھی ہوا کہ اُن کی اولاد ماشاء اللہ ان کے نقش قدم پر اُٹھی وہ محفلِ نعت آج بھی اسی التزام سے ہو رہی ہے۔ ان کے فرزندِ اکبر جناب مرزا احمد حسین سیفیؔ، دوسرے فرزند جناب مرزا حامد حسین حاؔمد امروہوی، تیسرے بیٹے جناب مرزا ساجد حسین ساؔجد امروہوی، سیفیؔ صاحب کے فرزند زبیر ابن سیفی، حاؔمد صاحب کی بیگم مخفیؔ امروہوی سب شعر و سخن کا ستھرا ذوق رکھتے ہیں نعت و منقبت لکھتے ہیں اور پُر اثر اِلحان کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ سیفیؔ امروہوی اور ساؔجد امروہوی کا ایک ایک مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اب حاؔمد امروہوی نے بھی اشاعتِ کلام کی طرف التفات کیا ہے۔

ایسا بہت نادر ہوتا ہے کہ کسی خاندان میں کسی فن کی روایت کئی نسلوں تک رہے۔ عرب کے شاعر زُہیر بن ابی سُلمیٰ کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا باپ بھی شاعر تھا، وہ خود شاعر تھا اور اس کا ماموں بھی شعر کہتا تھا، دونوں بہنیں سلمیٰ اور الخنساء شاعرات تھیں۔ دونوں بیٹے کعب بن زہیر اور بجیر بن زہیر شاعر تھے۔ اسی طرح اس کی نسل میں عقبہ بن کعب اور العوّام بن عقبہ شاعر تھے۔ یہ فہرست اور بھی طویل ہے۔ اردو میں اس کی مثال میر ضاحک کا خاندان ہے جس میں میر حسن، میر خلیق، میر انیس، میر اُنس، میر مونس وغیرہ ہوئے۔ حضرت رؤف کے خاندان کو بھی یہ امتیاز حاصل ہے۔

نعت گوئی ادب اسلامی کا نمایاں وصف ہے۔ جن زبانوں سے مسلمانوں کا سابقہ گذشتہ تقریباً ڈیڑھ ہزار برسوں میں رہا ہے ان سب میں نعتِ نبوی ﷺ

کا ذخیرہ موجود ہے خصوصاً عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں شعراء نے ہر دور میں طبع آزمائی کی ہے۔ ابتدائی دور میں قلی قطب شاہ، ولی دکنی اور سراج اورنگ آبادی وغیرہ کے کلام میں اس کی مثالیں مل جاتی ہیں تو عہدِ متوسطین میں سودا، میر، درد، مصحفی پھر مومن، ذوق، غالب، کرامت علی شہیدی، غلام امام شہید، کفایت علی کافی مرادآبادی، امیر مینائی، محسن کاکوروی، بیدم وارثی، بے نظیر شاہ، مولانا حالی، اقبال، شبلی، ظفر علی خاں، حفیظ جالندھری، ماہر القادری، اقبال سہیل، امجد حیدر آبادی، عزیز لکھنوی وغیرہ سیکڑوں نام سامنے آتے ہیں۔ عہدِ حاضر میں پاکستانی شعراء میں نعت گوئی کا رجحان بڑھا ہے اور بہت سے شعراء نے نعتیں لکھی ہیں۔ درجنوں نئے مجموعے بھی سامنے آئے ہیں۔

اردو شاعری کی ایک کھیپ وہ ہے جس نے نعت گوئی کو ہی اپنا شعار بنایا اور اسی کے لئے اپنے فن کو وقف کر دیا۔ ان میں بہزاد لکھنوی، زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی اور رؤف امروہوی کے نام ممتاز ہیں۔ پاکستان کے جدید شعراء میں منظفر وارثی، محمد اعظم چشتی وغیرہ نمایاں ہیں۔

نعت کا معاملہ یہ ہے کہ اس میں رسمیات سے کام نہیں چلتا جب تک محبتِ رسولؐ کی چنگاری موجود نہ ہو بڑی شاعرانہ مہارت کوئی تاثیر پیدا نہیں کر سکتی۔ اپنے والدِ محترم حضرت رؤف کی طرح حامد امروہوی کی نعت گوئی میں بھی وہ شاعرانہ طمطراق نہیں ہے جو ہماری توجہ فنی قدرت اور کمالِ سخن کی جانب کھینچے بلکہ وہ کیفیت اور تاثیر اور رنگ و آہنگ ہے جو محبت کی چنگاری سے پیدا ہوتا ہے یہی وہ صفت ہے جو سب لوازم سے بے نیاز کر دیتی ہے اور شاعر کہہ اٹھتا ہے:

شعر می گویم بہ از قند و نبات
من ندانم فاعلاتن فاعلات

حامدؔ کے کلام میں فن کا پورا التزام بھی ہے، زبان و بیان سادہ اور بے عیب ہے۔ مضامین میں بہت ندرت نہ ہو تو ابتذال اور فرسودگی بھی نہیں۔ سَو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ یہ آواز دل سے نکلتی ہے اور دل پر اثر کرتی ہے، اور کیا چاہیئے؟ ورنہ مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کس سے ہوسکتا ہے۔ بقول غالبؔ:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

(دستخط)

پروفیسر نثار احمد فاروقی

۱؍رجب ۱۴۱۵ھ
۱۴؍دسمبر ۱۹۹۴ء
شعبۂ عربی، دہلی یونیورسٹی، دہلی

عالیجناب خواجہ ریاض الدین عطش
شکاگو (امریکہ)

تقریظ

ہزار بار بشویم دہن زِ مُشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی ست
(مولانا جامی)

الحمدللہ! یہ بات باعثِ سعادت ہے کہ جناب حامد امروہوی نے اپنی نعتوں "مِدحت کے پھول" کے مجموعہ کا مسودہ مجھے اِس غرض سے دیا ہے کہ میں اسے دیکھوں اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کروں۔ اِس طرح انہوں نے اِس نعتیہ دستاویز سے متعلق اور وابستہ کر کے میرے لئے نشاطِ رُوح و قلب کے اسباب کے ماسوا ثوابِ دارین کا وسیلہ مہیّا کیا۔

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس سے اُلفت اور اُسوۂ حسنہ کی تبلیغ و اشاعت ایک مقدّس فریضہ ہے جس میں ایمانِ دلِ مسلمان کی پہچان مضمر ہے۔ یہ ایک ایسی نسبت ہے جو ہمارے قلوب کو روشن رکھتی ہے اور ہمیں صراطِ مستقیم کا مبہم پتا دیتی ہے۔ نعتِ رسولِ مقبول کا مقصد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت اور اسوۂ حسنہ

کے بلاغت آفریں اور مقدّس بیان کو ضابطۂ نعت گوئی کے بلاتقصیر معیار کو برقرار رکھتے ہوئے شعری جامہ پہنا کر محبانِ رسول کے دِلوں کو ایمان کی حرارت سے گرمانا اور عوام النّاس کو رسولِ اکرمؐ کی سیرت سے قریب تر لانا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اصنافِ سخن میں نعت گوئی ایک مشکل ترین صنف ہے جس میں خیال و جذبہ کے ساتھ ہر ہر لفظ کو توقیر و تحقیر کی ترازو پر تولنا پڑتا ہے اور تنقیص یا الوہیت کی کڑی شرط کو ہر قدم پر ملحوظِ خاطر رکھنا پڑتا ہے اِس لئے فکر، مضمون، طرزِ بیان اور جذبوں کی بے اختیاری، پیرایۂ اظہار اور مبالغہ آرائی ان سب کو غلُو سے مبرّا رکھنے کے لئے کمالِ احتیاط ازبس ضروری ہے۔ ساتھ ساتھ دین کا گہرا مطالعہ، تبحّرِ علمی، ایمانِ کامل اور حضورؐ سے قلبی لگاؤ اوّلین شرائط ہیں۔

شیشۂ نعت ہے بہت نازک
کیوں کوئی بے ہنر زباں کھولے
(ذہین شاہ، تاجی)

مدحِ رسول نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی ایک باقاعدہ فن کی صورت اختیار کرلی تھی۔ اس فن کی نمائندگی حضرت حسّان بن ثابت، حضرت کعب بن زبیر، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن مالک اور حضرت عبّاس بن مرداس رضی اللہ عنہم کے علاوہ دوسروں نے بھی کی اور اس فن کے معیار مقرر کئے۔ فنِ مدحِ رسولؐ کو ایک مدّت بعد فارسی میں اصطلاحًا نعت کہا گیا۔ حضرت حسّان بن ثابتؓ شاعرِ دربارِ رسالت تھے۔

آپ کے اشعار توحید و رسالت کے فضایل اور محاسن سیرتِ رسولؐ سے پُر ہیں۔ حضرت کعب بن زبیرؓ نے جب حضورِ ختمی مرتبتؐ کی خدمت میں اپنا تاریخی قصیدہ پڑھا تو حضورؐ نے خوش ہو کر اپنی ردائے مبارک عطا فرمائی۔ حضورؐ نے ابو طالب کی ایک نعت کو پسند فرمایا جس کے مفہوم کو میں نے اِس طرح ادا کرنے کی کوشش کی ہے:

جس حوالے سے طلب ابر کی بارش کیجے
آپ کا ہی رُخِ روشن ہے رسولِ عربیؐ

ملتی بیواؤں کو جس میں ہے تحفظ کی بہار
ارضِ طیبہ وہی گلشن ہے رسولِ عربیؐ

نور میں جس کے یتیموں کا ہے وہ عہدِ سیاہ
آپ کا عدلِ ضیاء تن ہے رسولِ عربیؐ

(عطشؔ)

مدحِ رسولؐ میں نعت نگاری دینی سعادت کا ایک عظیم فن ہے جو آسان نہیں۔ یہ شاعری کے دوسرے اصناف سے جدا اور یکتا ہے۔ یہ نازک ترین صنف پھولوں کے رنگوں کی شوخی اور خوشبو کی تیزی تک برداشت نہیں کرتی جو نعت نگار سے وضوعِ احتیاط کے ساتھ موضوع کے ہر گام، ہر موڑ، ہر نہج اور ہر منزل پر، کہ جہاں کہیں فکر و خیال میں، اختراع میں،

بندش میں، زبان وحسنِ بیان میں، طرزِ آہنگ اور حرف وصدا میں،
اگر الوہیت یا تنقیص کا کوئی رُخ، کوئی پہلو یا ان کا شائبہ بھی جھلکتا ہو تو
وہاں جذبات کی قربانی چاہتی ہے۔ المختصر۔ ایک نعت گو کو تلوار کی تیز دھار
پر اپنی نعت گوئی کے توازن کو بر قرار رکھ کر چلنا پڑتا ہے۔ اگر بڑھتا ہے
تو الوہیت میں پہنچ کر گناہ گار ہوتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص کا ذمہ دار
ہوکر گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس صنف میں دونوں جانب حد بندی
ہے جو ایک سخت امتحان ہے۔

موضوعاتی اعتبار سے مدحِ رسولؐ یا نعتِ رسولؐ ذکرِ عہدِ رسالت
ہے۔ جاہلیت کی تاریکی میں آپ کے علم کی روشنی ہے۔ لادین اور بگڑے
ہوئے معاشرے کو آپ کی ابدی تربیت ہے، آپ کا لاثانی عمل وکردار ہے۔
آپ کے بے مثل اوصاف ہیں۔ آپ کا بے عدیل انکسار ہے۔ آپ کا بلند
اخلاق ہے۔ آپ کی غیر شاہانہ طبع اور فقیرانہ طبیعت ہے۔ آپ کی شکیبائی،
آپ کا صبر وتحمل، آپ کا ضبط اور آپ کا پرہیز ہے۔ آپ کا عدل اور انصاف
ہے۔ آپ میں بڑی سے بڑی تقصیر کو معاف فرما دینے کی کشادہ دلی ہے۔
آپ کے خُلق کی وسعت اور اخلاق کی بلندی ہے۔ آپ کی بے مثال سچائی
اور ایمان داری ہے۔ آپ کا انسانیت پر وہ احسان ہے جو تا ابد قائم رہیگا۔
آپ کے وہ احسانات ہیں جو آپ نے بیواؤں، یتیموں، بے کسوں، ناداروں،
معذوروں، محتاجوں اور مظلوموں پر کیے۔ آپ کی عبادت اور ادائیگیٔ
حق العباد ہے۔ آپ کی میزانِ مساوات کی ترازو کا وہ معیار ہے جو آپ نے

رنگ دیتی۔ یعنی چھوٹے چھوٹے اور بہر ہوتی ہے کے واقعہ زندگی کا باور

نہ کر سکے۔ یہ دیکھنے سے تعجب ہے اگر جس کی قدر آپ نے بنا لی ہوئی

گئے تھے یہ پیچیدہ۔ یہ بات اگر جس کی پیشکش سے ایک مجبوری دیا

کو قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا۔ حقیقت یہ ہی کہ انسان کی اور

حالات نے کیا۔ [illegible] کی ذات پیدا کی ہے جو مثال کا کام۔ یہ

یہ حقیقت کے حسن و واقعات کے درمیان ہوتے ہیں۔

اکثر حقیقت و تصنیف کر سکتی کی تحقیق و تشریح میں [illegible] ادبیات میں

تقویم و علم دیتے ہیں اور یہ سب حد سے تجاوز ہوتے ہیں اور [illegible]

حقیقت کے مکان میں نہ ہو رہتے ہیں۔ [illegible] حقیقت [illegible]

[illegible] تب تعریف اور احکام [illegible] ایک [illegible] صورت

قائم رکھتے ہیں۔ حقیقت ایک جدید کلام [illegible] حقیقت کے [illegible]

[illegible] کیا۔ [illegible]

اقبال اور حقیقت کے [illegible] حقیقت [illegible] اور [illegible] صداقت

حقیقت اور صداقت کلام اور عصری شعور کو یکجا کیا ہے [illegible]

ہے۔ جس کے [illegible] سے [illegible] حقیقت [illegible] ہے۔ [illegible]

ہے شعر [illegible] شعر [illegible] عرض کر رہی ہیں:

[illegible]
[illegible]

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبشِ لب خارج از آہنگ خطا ہے

(حالیؔ)

حامدؔ امروہوی شکاگو کے ادبی حلقوں میں ایک معروف نعت گو شاعر ہیں جن کی نعتوں میں آہنگ و لحن ایک محور پر آملتے ہیں اور اس طرح انہیں خیمتی مرتبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بے مثل میں معرّف و مدح گو ہونے کی سعادت نصیب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے ان کی مدح نگاری سے خوش ہوکر جو یہ دعا فرمائی تھی: "اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوحِ الْقُدُس" کہ "اے اللہ! جبرئیل کے ذریعے حسّان کی مدد فرما" اس دعا کا دائرہَ اثر قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مدحت نگاروں کے لئے پھیلا ہوا ہے (بشرط: بلطائف الاحسن، بحضور) ورنہ ہم عاجزوں کو نعت گوئی کی کیوں کر توفیق ہوتی۔ اور یہ اسی دعا کی برکت ہے کہ جناب حامدؔ امروہوی کی نعت گوئی گام بہ گام ترقی پذیر اور درجہ بدرجہ پسندیدہ خاطر ہوتی چلی جارہی ہے۔ لفظ و معنیٰ تک معتدبہ رسائی جہاں کہ طبعی خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے وہاں زبان کی چاشنی، بندش کی چُستی، بیان کی تازگی، خوشبو اور رنگینی، جدّت کی دھنک، ترکیبات و تشبیہات کی ہم آہنگی ان کے اشعار کی شادابی کے آئینہ دار ہیں۔ حامدؔ امروہوی میں اعجازِ فن کے یہ وہ ہنرمند نکتے ہیں جو قاری اور سامع کے خوابیدہ خیالوں کو جھنجوڑ کر بیدار کرتے ہیں اور دل و دماغ کو اپنی آغوشِ طلسم میں

لے لیتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

آقا ﷺ مرے ایسے ہیں رسولوں میں کہ جیسے
تسبیح کے دانوں میں امام اپنی جگہ ہے

جب تصوّر کرلیا وہ ہیں ہمارے سامنے
بحرِ غم میں آ گئے لاکھوں کنارے سامنے

دیکھے ہیں ہم نے اُن کے گداؤں میں بادشاہ
اُن کی گلی کے ذرّوں میں شمس و قمر ملے

اشک کر دیں گے بیاں فرقت کی ساری داستاں
رکھ دئے ہیں ہم نے اشکوں کے ستارے سامنے

خوشبو جس چیز سے خالق نے بنائی ہوگی
وہ یقیناً مرے آقا ﷺ کا پسینہ ہوگا

ہر آن بدلتی ہے خرد نظمِ سیاست
سرکار ﷺ جو لائے وہ نظام اپنی جگہ ہے

حلقہ بگوش ہوتے ہی دنیا بدل گئی
سرکار کے غلام بھی سرکار ہوگئے

جس کو اُن کے در کی گدائی آجاتی ہے ہاتھ
وہ منگتا منگتا نہیں لگتا داتا لگتا ہے

یہ دلکشئ حسنِ جہاں یوں ہی نہیں ہے
حسنِ رُخِ سرکارؐ کا اک عکسِ حسیں ہے

اس شمعِ رسالتؐ کے پروانے ہزاروں ہیں
اک ہم ہی نہیں اُن کے دیوانے ہزاروں ہیں

مجھ کو کیا غم ہو بھلا بے سروسامانی کا
عشقِ سرکارِ دو عالمؐ سروسامان میں ہے

اپنے جذبۂ دل کو راہ بر بنالوں گا
راستہ مدینے کا اس کا دیکھا بھالا ہے

میری دیوانگیٔ شوق کو تم کیا جانو
میں تو جنّت میں بھی صحرائے مدینہ مانگوں

سایہ فگن وہ ہوگا قیامت کی دھوپ میں
کیسے یہاں حضورؐ کا سایہ دکھائی دے

کوئی کسی کو نہ پوچھے گا جب قیامت میں
نبیؐ کی چشمِ کرم ہم کو ڈھونڈتی ہوگی

درِ اقدس پہ میرا سر جھکا ہے
تصوّر نے کہاں پہنچا دیا ہے

حامدامروہوی کی نعتیں ازرہِ ہدیۂ خلوص اور نذرِ عقیدت ہیں جن میں اظہارِ خودسپردگی کی کیفیات اکثر نمایاں ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ نعتیں دل کی گہرائیوں سے نکل کر صفحۂ قرطاس پر جلوہ ریز ہوئی ہیں۔ جن میں سے کئی ایک وجدآفریں اور ایمان افروز ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض اشعار میں لوگوں کو غلو اور اغراق نظر آئے۔ اس بارے میں یہاں سوا اس کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ شاعر، جو محبّت کی رسمیں نبھاتا ہے اور مجذوب جو مشاہدۂ حق کی گفتگو کرتا ہے اس کے لئے جمالِ خلق اور بادہ و ساغر سب آئینۂ حق بن جاتے ہیں اور اس کو ان میں ایک ہی ذات، ایک ہی وجود اور ایک ہی حقیقت کی جلوہ نمائی نظر آتی

ہے اور ان سب کا مآل وفاؤں کا قرینہ، درد کا سوز وکیف اور دیدۂ نم ہے جو انعامِ الٰہی کی صورت میں ملتا ہے۔ اس کی نادانستہ خطاؤں اور غلطیوں کا حساب اس کے اور اللہ رب العزّت کے درمیان رہتا ہے۔ اللہ جو بڑا مہربان اور ہماری خطاؤں کو معاف کرنے والا ہے۔

حامدامروہوی کی نعتوں کا خراج بحضورِ خواجۂ عالم حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیش ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ خداوندِ عالم تمام مسلمانوں کو سرکارِ دوعالم کی محبّت سے سرشار کرے اور پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ میری یہ بھی دعا ہے کہ حامدامروہوی کا مدحیہ کلامِ منظوم جو نذرانہ و ہدیۂ محبّت و عقیدت ہے اُمّتیانِ مصطفٰے کے دلوں کو منوّر کرے۔ دربارِ رسالتؐ میں قبول و مقبول ہو اور خوشنودیٔ ربّ العزّت کا موجب ٹھہرے جس کے وہ حقیقتاً طلب گار ہیں۔ آمین

خواجہ رِیاض الدّین عطشؔ

شکاگو، مورخہ ۳ جنوری ۱۹۹۵ء

حامد امروہوی کی نعت گوئی

شاعری قدرت کا عطیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص شعر نہیں کہہ سکتا اور اسی شخص کو شاعر کہلانے کا حق ہے جس پر قدرت کے اس عطیہ کے تحت اشعار کا نزول ہوتا ہو۔ ایسے شاعر کے یہاں تصنع نہیں ہوتا اور ہر شعر صداقت کا آئینہ دار ہوتا ہے اور جب شعر گوئی کسی ایسی عظیم شخصیت سے متعلق ہو جس سے بطور خاص عقیدت ہو تو اس میں تصنع اور بناوٹ کی گنجائش ہی نہیں رہتی ——— نعت گوئی ایک سچا فن ہے جس میں آقائے نامدار سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار کہے جاتے ہیں یہی سبب ہے کہ نعت خلوصِ دل اور قلبی کیفیات کی عکاس ہوتی ہے ——— حامد صاحب ایک نعت گو شاعر ہیں اور انھوں نے اپنی شاعری کو نعت گوئی کے لئے وقف کر دیا ہے۔ حضور اکرمؐ سے ان کی عقیدت کا اظہار ان کی نعتیہ شاعری میں اس شدت سے ہوتا ہے کہ ہر شخص کے دل پر اس کا تاثر قائم رہتا ہے۔ ان کے اشعار میں سرکارِ دو عالمؐ سے سچی محبت کا اظہار ہے۔ شعر کا حسن ہے۔ دل کی گہرائی سے اُمڈنے والے جذبات کی کیفیت ہے اور ہر شعر آمد کا ثبوت ہے۔ انھوں نے نعتیہ

شاعری میں بھی ایک جداگانہ طرز کی بنیاد رکھی ہے جس میں ردیف اور قافیہ کی انفرادیت نمایاں نظر آتی ہے۔ یہ شعر ملاحظہ کیجئے ؎

شاہانِ زمانہ کا مقام اپنی جگہ ہے
سرکارِ دو عالمؐ کا غلام اپنی جگہ ہے

اِس نعت میں مقام، قیام اور نظام وغیرہ قوافی ہیں اور "اپنی جگہ" ردیف ہے جو یقیناً دشوار کہی جاسکتی ہے لیکن کسی شعر میں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ ردیف کمزور ہے۔ اس میں ردیف خود بولتی ہے اور اپنا جواب آپ ہے جو یقیناً شعری حُسن کا نمونہ ہے۔ عموماً لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ اسی قبیل کے کچھ اشعار اور دیکھئے ؎

جب تصوّر کرلیا وہ ہیں ہمارے سامنے
بحرِ غم میں آگئے لاکھوں کنارے سامنے

شرم آتی ہے کہ کیا ہو گا سرِ روزِ جزا
جب مرے اعمال آئیں گے تمھارے سامنے

جان دینا کس قدر آسان ہو جائے حضورؐ
آپ آجائیں جو مرتے دم ہمارے سامنے

ان اشعار میں قوافی اور ردیف کا لطف دو بالا ہو جاتا ہے۔

حامد صاحب کے کچھ اشعار تغزّل کے رنگ کے حامل ہیں۔ ان

ہیں علامات حضور اکرمؐ کی عظیم شخصیت کی جانب واضح اشارہ کرتی ہیں۔
یہ شعر دیکھئے ؎

کس دن دعائے نیم شبی رنگ لائے گی
کچھ تو بتا وہ اے شبِ ہجراں کب آئے گا

شاعری کے محاسن سے پُر چند اشعار اور دیکھئے ؎

ابرِ کرم نے سارے گناہوں کو دھو دیا
آنسو ذرا بہائے تھے شرمندگی کے ساتھ

اُن کے نام پہ مرنے والا زندوں سے بہتر
اُن کی غلامی کرنے والا آقا لگتا ہے

مرے سرکارؐ کی ذرّہ نوازی تو کوئی دیکھے
جہاں بھی یاد کرتا ہوں وہیں تشریف لاتے ہیں

کیا میرے تصوّر کی یہ معراج نہیں ہے
سنگِ درِ سرکارؐ ہے اور میری جبیں ہے

جنّت کا مجھے کوئی تصوّر ہی نہیں ہے
میرے لئے جو کچھ ہے مدینے کی زمیں ہے

پہلے آجائے ترے عشق میں جینے کا شعور
پھر ترے نام پہ مرنے کا سلیقہ مانگوں

بات تو جب ہے کہ ایسا رابطہ پیدا کرو
وہ تمھیں دیکھا کریں اور تم انہیں دیکھا کرو

کیوں صبا پھر رہی ہے اِتراتی
کیا مدینے سے ہو کے آئی ہے

ایسے اشعار اس وقت تک نہیں کہے جاسکتے جب تک کہ وہ قلب کی گہرائی سے نہ نکلے ہوں۔ میں برادرِ خورد میاں حامد مرزا کو مبارک باد کا مستحق ٹھہراتا ہوں کہ انھوں نے نعت گوئی میں ایک نئے رنگ کا اضافہ کیا اور مزید مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اُن کا مجموعہ منظرِ عام پر آرہا ہے۔ میری دعا ہے کہ ان کے اشعار دربارِ نبویؐ میں قبول ہوں۔

خاک پائے تسکینؔ و جگرؔ
شمیمؔ جے پوری
بنی سرائے، میرٹھ، اترپردیش

جناب سرفراز عثمانی
سکریٹری انجمن ترقی پسند مصنفین

حامد امروہوی
نعت اور تغزّل

قسمت کی خوبیاں تو نگاہِ کرم میں ہیں
وہ مہرباں نہیں تو جہاں مہرباں نہیں

ؐ

پہلے آجائے ترے عشق میں جینے کا شعور
پھر ترے نام پہ مرنے کا سلیقہ مانگوں

مندرجہ بالا اشعار غزل کے تو یقیناً نہیں ہیں مگر زبان میں یہ لوچ اور نرمی — اور بیان میں یہ سلیقہ مندی کسی غزل گو شاعر سے ہی ممکن ہے۔ حسرت کے بارے میں مشہور ہے کہ اُن کی غزل میں مجاز و حقیقت کچھ اس طرح گھُل مل جاتے ہیں کہ عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی کے بیچ حدِ فاصل کھینچنا ممکن نہیں ہو پاتا۔ کچھ اسی قسم کی کیفیت رؤف خاندان کے ہر شاعر سیفیؔ، حامدؔ، ساجدؔ حتّیٰ کہ زبیرؔ کے یہاں بھی پائی جاتی ہے کہ ان سب کی نعت میں تغزّل کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ دراصل اس کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ اردو کا ہر شاعر بنیادی طور پر

غزل کا مزاج رکھتا ہے ۔ خود رؤفؔ صاحب کا نہ صرف مزاج غزل سے مانوس تھا بلکہ اُن کے ذہن کی بھی غزل سے بہترین شناسائی تھی ۔ یہی سبب ہے کہ اُن کی غزل میں نعت کی ـــ اور نعت میں تغزّل کی کیفیتیں بیک وقت نظر آتی ہیں ۔ اُن کی غزل کے یہ شعر :

آنکھیں وہ ہیں کہ جن میں ہو شوقِ جمالِ یار
دل ہے وہ دل کہ ہو غمِ دلبر لئے ہوئے
خورشید پھر رہا ہے انھیں ڈھونڈھتا ہوا
ہجراں کا داغ ہے مہِ انور لئے ہوئے

کون کہہ سکتا ہے کہ یہ شعر کسی نعت کے بہترین شعر نہیں ہیں ؟ غزل گوئی کا یہ صاف ستھرا مزاج روایتًا اور وراثتًا دونوں اعتبار سے حامدؔ کے حصّہ میں بھی آیا ۔ لہٰذا اُن کی نعت میں اگر تغزّل کا رنگ آجائے تو اس پر تعجب نہ ہونا چاہئیے ۔ لیکن حامدؔ کی نعت گوئی کے سلسلے میں اس سے کہیں اہم بات یہ ہے کہ اُن کی نعت کے پیچھے تقریبًا چھ دہائیوں کی نعت گوئی کی وہ مضبوط روایت ہے جس کی ساخت میں رؤفؔ صاحب کے ذہن و مزاج کا بڑا حصّہ ہے ۔ جو گھر نصف صدی سے زیادہ عرصے تک نعت کی محفلوں کا مرکز بلکہ امروہہ کے اکثر نعت گو شعرا کا مکتب رہا ہو اس گھر کے ہر فرد کے بارے میں اتنی بات تو یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ اس نے اپنے خاندانی امتیازات میں سے کچھ نہ کچھ حصّہ ضرور حاصل کیا ہوگا ۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رؤفؔ خاندان کی نعت گوئی کے امتیازات یعنی جذبے کا خلوص ، تاثیر کی کیفیت اور تغزّل کے رنگ سے حامدؔ کی نعتیں بھی

خالی نہیں ہیں۔

نعت گوئی کے لئے خلوص شرط ہے۔ خلوص اگر نہیں ہے تو پھر نعت مضمون آرائی اور کوری لفّاظی کا نمونہ بن جاتی ہے۔ حاؔمد کی نعت کی نسبت سے ایک بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اُن کی نعت میں جذبے کا بیحد خلوص پایا جاتا ہے۔ انھوں نے نعت صرف "برائے نعت گوئی" کبھی نہیں کہی۔ نعت ان کے مزاج کا ایک حصّہ ہی نہیں بلکہ اُن کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اُس ذاتِ بے مثال کے لئے جتنا خلوص، جتنی محبت، جتنا احترام، جتنی عقیدت اور جتنی نیازمندی انسان سے ممکن ہو سکتی ہے وہ سب حاؔمد نے اپنی نعتوں کے توسط سے حضورؐ میں پیش کر دی ہے۔ حاؔمد کی نعتوں میں اُن کے خلوص، محبّت اور عقیدت نے کیا کیا شکلیں اختیار کی ہیں، اس کی صرف چند مثالیں دیکھئے۔ عقیدت کا یہ انداز:

اپنے دل میں تری یادوں کو بسا کر مولیٰ
میں نے اک اور ہی کعبے کی بنا رکھی ہے

اور انتہائے محبّت میں حسرت و ارمان کا یہ انداز:

رہ رہ کے پوچھتا ہے یہ حسرت نصیب دل
جاں جس کی منتظر ہے وہ جاناں کب آئے گا
سونی پڑی ہوئی ہیں محبّت کی محفلیں
وہ سازِ دل پہ ہونے غزل خواں کب آئے گا

اور نیازمندی کے یہ پہلو ہیں:

اُن کا کرم شریک رہا زندگی کے ساتھ
غربت میں کٹ گئی بڑی آسودگی کے ساتھ
دشوار تھے جو مرحلے آسان ہوگئے
دیکھا تھا اک نظر انھیں بے چارگی کے ساتھ

حامدؔ کی نعت گوئی کے بارے میں اوپر میں نے کہا تھا کہ اکثر ان کی نعتوں میں تغزل کا رنگ ابھر آتا ہے۔ غالباً مندرجہ بالا اشعار اس قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ اصلیت یہ ہے کہ غزل مجازی محبوب کے ذکر کی شاعری ہے اور نعت "حقیقی محبوب" کی نہ سہی لیکن "حقیقت" کے "اعلیٰ ترین مظہر" کے ذکر کی شاعری ضرور ہے۔ غزل مجازی محبوب کی محبت میں ڈوب کر جب کہی جاتی ہے تب میرؔ، مومنؔ، حسرتؔ، فراقؔ اور فیضؔ کی غزل کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور نعت جب اُس والا صفات محبوب کی محبت میں ڈوب کر کہی جاتی ہے تب سعدیؔ، جامیؔ، سنائیؔ، محسنؔ، شہیدیؔ، رضاؔ اور رؤفؔ کی نعت کی شکل میں سامنے آتی ہے اور حامدؔ کی نعت میں یہ انداز اختیار کرتی ہے:

قسمت کی خوبیاں تو نگاہِ کرم میں ہیں
وہ مہرباں نہیں تو جہاں مہرباں نہیں
میری جبیں کا ہونا نہ ہونا سب ایک ہے
اِس کے نصیب میں جو ترا آستاں نہیں

اور اتنا ہی نہیں جذبے کے خلوص کی یہ شان بھی ہے:

پہلے آجائے ترے عشق میں جینے کا شعور　　　پھر ترے نام پہ مرنے کا سلیقہ مانگوں

غزل محبوب کی باطنی خصوصیات اور ظاہری محاسن کے بیان کی شاعری ہے۔ سراپا نگاری کے کچھ بہترین نمونے ہمیں لکھنؤ کی غزل میں خصوصیت سے ملتے ہیں۔ نعت بھی اس بے مثال محبوب کی عظیم سیرت اور حسین سراپا کے بیان کی شاعری ہے۔ اس لئے نعت میں بھی قدم قدم پر سراپا نگاری کے دلکش نمونے ملتے ہیں۔ غزل کے عاشق کی نظر میں صرف اس کا محبوب ہی دنیا کی حسین ترین ہستی ہے۔ لیکن بات جب نعت کے محبوب کی ہو رہی ہو تو پھر یقیناً "نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر" ہے اور پھر ہر نعت گو اپنے بے مثل و یکتا محبوب کے سراپا کا بیان مزے لے لے کر کرتا ہے۔ حامدؔ کی نعت بھلا اس ذکر سے کیوں خالی رہتی۔ سنیئے :

ع چلنے کو تو چلتی ہے نسیمِ سحری بھی
پر آپؐ کا اندازِ خرام اپنی جگہ ہے

ع ذکر سے روئے مبارک سے اُجالے پھیلے
ابر چھایا جو چھڑی زلفِ طرحدار کی بات

ع جس مصحفِ عارض کا تصوّر ہو تلاوت
وہ مصحفِ عارض ہے کہ قرآنِ مبیں ہے

صرف اتنے پر ہی اکتفا نہیں بلکہ اس جہاں کی یہ تمام دلکشی اور حسن ــ یعنی :

یہ دلکشئ بزمِ جہاں یونہی نہیں ہے
حسنِ رُخِ سرکار کا ایک عکسِ حسیں ہے

اور جب محبوب اتنے اوصاف و محاسن سے مزیّن ہو تو کسی عاشق کے بہک

جانے پر تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ حآمد کو بھی لوگوں کے بہک جانے پر تعجب نہیں کیوں کہ ؎ دیکھ کر ان کی اداؤں کو یہ معلوم ہوا

لوگ کیوں عبد کو معبود بنا دیتے ہیں

غزل کے عاشق کے یہاں بارگاہِ محبوب میں حضوری کی اتنی ہی شدید تڑپ ہوتی ہے کہ محفل میں بار نہ پانے پر تصویر کے مانند در سے لگ کر کھڑے رہنے کو بھی خوش قسمتی تصور کرتا ہے لیکن اگر یہ بھی ممکن نہیں تو محبوب کی محفل کا تصوّر ہی اس کے لئے نہایت فرحت بخش ہوتا ہے۔ حآمد کی نعت میں بھی بارگاہِ محبوب میں حاضری کی شدید تڑپ پائی جاتی ہے۔ اُن کی صرف ایک نعت کے یہ شعر سُن لیجئے:

ہم پر نہ کھُلا بابِ کرم اب کے برس بھی
سرکار میں حاضر نہیں ہم اب کے برس بھی
راتوں کی دعائیں بھی مرے کام نہ آئیں
جاتا رہا اشکوں کا بھرم اب کے برس بھی

لیکن ایک سچّے اور نیاز مند عاشق کی طرح وہ یہ کہہ کر اپنے دل کو تسکین دے لیتے ہیں:

حآمد تھی کمی جذبۂ دل میں ہی یقیناً
ہم جا نہ سکے سوئے حرم اب کے برس بھی

حآمد کی نعتیہ شاعری کی فنّی خصوصیات اور زبان و بیان کے ذکر سے میں نے عمداً گریز کیا ہے کہ اس مختصر تبصرے میں یہ تمام تفصیلات ممکن بھی نہ تھیں۔

لیکن حامد کی شاعری کے بارے میں ایک بات پورے اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اُن کی نعت میں دہی سیدھی سچی زبان اور دہی رسیلا اور شیریں انداز بیان پایا جاتا ہے جو رؤف خاندان کی نمایاں خصوصیت رہی ہے۔ حامد کو اپنی اس خاندانی وراثت یعنی نعت گوئی پر فخر ہے اور انھوں نے اس افتخار کا اظہار بھی کیا ہے کہ ؎

اشعار جو کہے دُرِ شہوار ہو گئے
ہم نعت کے طفیل میں فنکار ہو گئے

فراز عثمانی

کچھ اپنے بارے میں

میں ۲۰؍ جنوری ۱۹۳۶ء کو امروہہ میں پیدا ہوا۔ والدِ محترم مہمانِ سرکارِ مدینہ، عاشقِ رسولؐ (ماسٹر) حافظ مرزا محمد عبدالرؤف، رؔوف امروہوی نہ صرف امروہہ بلکہ شمالی ہند کے ممتاز ترین نعت گو صاحبِ دواوین شاعر تھے اس طرح شاعری ورثے میں پائی۔ یہ وراثت اور برکتیں ہیں اُس نعت خوانی کی محفلوں کی جو میرے مکان پر پچھلے تقریباً ستر سال سے بغیر کسی ناغہ کے جمعہ کے دن بعد نمازِ جمعہ منعقد ہوتی ہیں۔ اور والدِ محترم کے انتقال کے بعد برادرِ عزیز مرزا ساجد حسین ساؔجد امروہوی صاحبِ مجموعۂ نعت "رازِ بخشش" اس روایت کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے ہوش کی آنکھ کھُلنے پر خود کو اس محفلِ نعت خوانی میں نعت خواں پایا۔ اسی کی برکت سے یہ مجموعۂ کلام آپ کے پیشِ نظر ہے ورنہ جہاں تک حصولِ علم کا سوال ہے میں اپنی بیماریوں کے سبب زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکا اور نہ ہی اتنا فارغ البال رہا کہ وقت کو شاعری کر کے گذارتا۔ یہ دعائیں ہیں اُن بزرگوں کی جو نعت کی محفلوں میں شرکت فرماتے تھے

اور مجھ کو میری نعت خوانی کے صلے میں دعاؤں سے سرفراز فرماتے تھے۔
چشمِ تصوّر میں جو چہرے ابھر رہے ہیں وہ ہیں حضرت صوفی نوراللہ صاحب عیشؒ، عالمِ بے بدل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کاظمی خاکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم شاہ صاحبؒ، حکیم عبدالرّب نظامی صاحبؒ، شاہ جمال الدین صاحبؒ، بابو ظہیر احمد خاں صاحبؒ، حضرت مولانا فضل احمد صاحبؒ، مولانا نذر علی صاحبؒ، حضرت ملّا رضا حسین صاحبؒ، صوفی تمیز احمد خاں صاحبؒ، حاجی ریاض الدینؒ، قاضی محمد محبوب احمد صاحب عبّاسی نقشبندی مجددیؒ اور مشہور میلاد خواں جناب محمد ابراہیم خاں صاحبؒ جو فاضلِ بریلویؒ کے مرید تھے اور جن کی فرمائش پر میں نے کئی نعتیں لکھیں۔
مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے کہ مجھے دامانِ کرم میسر آیا مرشدِ کامل الحاج حضرت شاہ سیّد قربان حسن شاہ قادری جہانگیری ابوالعلائی قدس سرہٗ کا جن کے فیوض و برکات ہر ہر لمحہ میرے ساتھ ہیں۔

بھیک ملتی ہے جو حامدؔ درِ قربانؒ سے مجھے
اُس سے میرا، مرے گھر بھر کا بھلا ہوتا ہے

والدِ محترم نے ناسازیٔ طبع کے سبب مشاعروں میں شرکت ترک کر دی تھی اور مشاعروں میں ان کا کلام پڑھنے کی سعادت مجھے نصیب ہوئی۔ والدصاحب قبلہ کا کلام پڑھتے پڑھتے اور نعت خوانی کی برکتوں سے خود بھی شعر کہنے کا ذوق پیدا ہوگیا۔ والدِ محترم کے ارشاد کے مطابق اپنا کلام حضرت کوثر القادری مرحوم جو حضرت رئیسؔ امروہوی کے شاگرد تھے، دکھایا۔ اُن کے

پاکستان چلے جانے کے بعد برادر محترم مرزا احمد حسین سیفیؔ امروہوی صاحب (ہورنگ) سے مشورہ لیتا رہا اور سرپرستی حاصل رہی والد محترم کی۔ حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی، حضرت مولانا سلطان احمد صاحب مسکؔم و شبیرؔ اور محترم حکیم کلب علی صاحب شاہدؔ مدظلہ کی۔

نعت، منقبت اور غزل ہر صنف میں طبع آزمائی کی مگر کبھی محفوظ نہیں کیا جب جمع کرنے کا خیال آیا تو غزلیں تو جمع نہ ہوسکیں البتہ کچھ نعتیں شہر کے نعت خواں حضرات سے اور کچھ پرانے کاغذات ڈھونڈھنے پر جمع کرسکا اور دیوان مرتب کرلیا مگر محکمہ جاتی تبادلوں کی بنا پر سب خُرد بُرد ہوگیا۔ اس کے بعد دل برداشتہ ہوکر دیوان مرتب کرنے کا خیال ہی ترک کردیا مگر شعر کہنا ترک نہ کرسکا اس لئے کہ یہ تو گھٹی میں پڑا تھا۔ اپنے مکان پر منعقد ہونے والے طرحی نعتیہ مشاعروں کے لئے کہتا رہا۔ البتہ غزل گوئی بالکل ترک کردی۔ ستمبر ۱۹۹۵ء کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے چھٹی لے کر اپنی بیٹی زہرہ قادری اور فرزند نسبتی سید امان اللہ قادری کے اصرار پر اہلیہ کے ساتھ شکاگو امریکہ آگیا۔ تقریباً ایک سال تک ادبی دنیا سے بالکل کنارہا۔ ایک دن بس کا انتظار کررہا تھا کہ ایک عرب بزرگ پاس آکر کھڑے ہوگئے وہ اتنی عمدہ خوشبو لگائے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہے۔ اس خوشبو سے اک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور اسی میں مندرجہ ذیل شعر موزوں ہوگیا ؎

خوشبو جس چیز سے خالق نے بنائی ہوگی ۔۔۔ وہ یقیناً مرے آقا کا پسینہ ہوگا

کئی دن تک یہ شعر گنگناتا رہا اور اسی عالم میں ایک نعت شریف مکمّل ہوگئی۔ پھر اسی بحر میں بہ تبدیلئ قافیہ دو نعتیں اور موزوں ہوگئیں اور پھر تو سلسلہ چل نکلا جو ہنوز جاری ہے۔ پھر اہلیہ اور دوستوں کے اصرار پر ایک بار پھر یادداشت کے سہارے کچھ نعتیں جمع کیں۔

اللہ تعالیٰ جناب محترم افضل بیابانی مدظلہٗ کے دولت کدے کو آباد رکھے اور بہ طفیل سرکارِ دو عالمؐ ان کو دونوں جہان میں سرفرازی عطا کرے جہاں ہر مہینے قصیدۂ بردہ شریف اور اس کے بعد نعت خوانی کی محفل منعقد ہوتی ہے اور حاضرینِ جلسہ صاحبِ خانہ اور محفل کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ امریکہ میں پہلی بار اسی جلسے میں نعت شریف پڑھی ———— شکاگو میں قصیدہ بردہ شریف کی محفلوں کا سہرا حبیبِ محترم جناب محمد حبیب الدین صاحب فرزند جناب محمد رحیم الدین صاحب خلیفۂ حضرت مولانا عبد القدیر صدیقی قدس سرّہٗ کے سر ہے، جو خود بھی حضرت مولانا قدس سرّہٗ کے مرید ہیں، جن کے دم سے دیارِ غیر میں تنہا ہونے کا احساس نہیں ہوتا۔ حبیب صاحب شکاگو پولیس کے محکمۂ تفتیش میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہیں۔ سرکارِ دو عالمؐ اور بزرگوں کی محبت سے سرشار حق گوئی ان کا شعار ہے۔ میرے اس مقطع کے مصداق ہیں ؎

سرکارِ دو عالمؐ کے فدائی ہیں جو حامد
اظہارِ حقیقت میں انھیں باک نہیں ہے

یہ اپنے والدین کو ایصالِ ثواب کے لئے گیارہ سال سے ہر ماہ اوقاتِ نماز

اُردو میں شائع فرماتے ہیں۔

دوسری نعت و مناقب کی محفلیں سجتی ہیں۔ میرے عزیز دوست جناب الیاس پٹیل صاحب کے دولت کدے پر جو وابستۂ دامنِ کرم ہیں حضرت پیر سید فرید الدین چشتی فریدی دامت برکاتہم سجادہ نشین مخدومی حضرت سید مناظ الدین چشتی فریدی قدس سرہٗ عرف موتا میاںؒ کے۔ عزیزی الیاس پٹیل انتہائی مخلص اور صالح نوجوان ہیں اور وہ یہ محفلیں اپنی والدۂ محترمہ کے ایصالِ ثواب کے لئے آراستہ کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ بھی ان کی والدۂ محترمہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ الیاس صاحب کو مجھ سے اور میرے کلام سے بہت محبت ہے۔ انھوں نے گجراتی زبان میں نکلنے والے ماہنامے "طیبہ" میں میرا کلام شائع کراکر مجھے گجراتی داں طبقے میں روشناس کرایا جس کا میں بے حد ممنون ہوں۔

مجھے امریکہ کی ادبی دنیا میں متعارف کرایا انٹرنیشنل اردو مرکز کی روحِ رواں نیر آپا (لاس اینجلس) نے جنھوں نے تعارفی نوٹ کے ساتھ میری نعت ہفت روزہ "اردو جرنل" میں شائع فرمائی۔ اور میں انتہائی ممنون ہوں جناب رحمٰن صدیقی صاحب اڈیٹر "پاکستان لنک" اردو کا جو اکثر و بیشتر میرا اور راطبہ کا کلام بہت محبت سے شائع فرماتے ہیں۔

شکاگو میں جہاں ایک طرف دینی محفلیں سرکارِ دو عالمؐ، صحابۂ کرامؓ اور بزرگانِ دینؒ کی سیرتِ مقدسہ اور اکابرین و مفکرینِ اسلام کے کارناموں کو اُجاگر کرنے کے لئے منعقد ہوتی ہیں وہیں عالمی مشاعرے، شعری طرحی

مشاعرے اور نشستیں بہت بڑی تعداد میں ہوتی ہیں۔ ان محفلوں کے روحِ رواں ہیں حضرت مولانا پروفیسر عبدالستار خاں صاحب مدظلہٗ، محترم المقام مولانا جعفر محی الدین قادری مدظلہٗ اور گرامی قدر خواجہ ریاض الدین صاحب عطش مدظلہ العالی جنھوں نے اس مجموعے کا دیباچہ تحریر فرمایا ہے اور مکرمی قاضی افضل بیابانی مدظلہ العالی، محترم ڈاکٹر عابد اللہ غازی، جناب ذو الفقار علی خاں، جناب سید مسعود صاحب، جناب احمد عبدالحکیم اور ڈاکٹر مجاہد غازی۔ یہ سب حضرات مجھ پر بڑی شفقت فرماتے ہیں۔

بزمِ سخن کے جنرل سکریٹری جناب رشید شیخ اور بزمِ اردو کے روحِ رواں محترم حسن چشتی، زین العابدین حسن۔ بزرگ شاعر حضرت نیاز گلبرگوی اور پروفیسر فخری کا ممنون ہوں کہ ان حضرات نے شکاگو کے قیام کو دلچسپ بنا دیا۔

شکر گزار ہوں جناب ڈاکٹر سرور حسین ایم۔ ڈی کا جو میرے معالج ہیں اور مجھ پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو ترقیٔ مزید سے نوازے۔ آمین

مجھے ذکر کرنا ضروری ہے اپنی اہلیہ سردار خانم یوسف زئی مخفیؔ کا جو میری شریکِ حیات ہیں اور جن کی رفاقت کے سبب بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت ممکن ہوئی اور جو بہت اچھا شعری ذوق بھی رکھتی ہیں۔ ان کا مجموعۂ کلام جلد ہی منظرِ عام پر آئے گا۔ وہ بھی میرے ساتھ شکاگو میں مقیم ہیں اور کبھی کبھی محترم ڈاکٹر عابد اللہ غازی کے اس شعر کی تفسیر نظر آتی ہیں ؎

اُس نے عابدؔ مجھ کو دیکھا ہے کچھ اس انداز سے
جیسے کہتے ہوں کہ تجھ سے عشق فرماتے ہیں ہم

اِس مجموعۂ کلام کی اشاعت کے سلسلے میں بیحد ممنون ہوں جناب پروفیسر نثار احمد صاحب فاروقی (صدر شعبۂ عربی، دہلی یونیورسٹی)، فخرِ غزل حضرت شمیم جے پوری صاحب اور برادرم سرفراز حسین صاحب عثمانی، کا جنھوں نے اپنی گرانقدر آرا سے اس مجموعے کو نوازا اور میری ہمّت افزائی فرمائی۔

اِس مجموعے کی اشاعت اتنی جلد ممکن نہ تھی اگر خصوصی توجہ نہ ہوتی برادرِ محترم ڈاکٹر مرزا احمد حسین سیفیؔ امروہوی اور جناب سراج رسولپوری کی، اور دلچسپی نہ لیتے عزیزی ڈاکٹر جلیل احمد خاں، ڈاکٹر زیبا جلیل اور ڈاکٹر ضیا رؤف خسرو مرزا، عامر مرزا، بابر مرزا، ریشاں خاں، جنھوں نے پروف ریڈنگ اور طباعت کی تمام ذمہ داریوں کو بہ حسن و خوبی ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کا اجر دے اور خوش و خرّم رکھے۔ آمین

قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے مطلع فرمائیں اور بصورت پسندیدگی دعائے خیر سے یاد کریں۔

خاکپائے رؤفؔ و شاہ قربانؒ

حامد امروہوی

شکاگو (امریکہ)

۱۰ر جنوری ۱۹۹۵ء

۷۸۶
۹۲

اللہ کا احسان کہ انسان بنایا
اور اُس پہ کرم یہ کہ مُسلمان بنایا
محبوب کی مدحت کا شرف بخش کے رب نے
مدّاح کیا، صاحبِ دیوان بنایا

حمدِ باری تعالیٰ

اللہ اللہ اللہ ہو　　　　لا الٰہ اِلّا ہو
اللہ اللہ اللہ ہو　　　　لا الٰہ اِلّا ہو

تیری قدرت کے نظارے، تیرے ہی جلوے ہر سُو
تو ہی ظاہر تو ہی باطن۔ اوّل آخر تو ہی تو

اللہ اللہ اللہ ہو　　　　لا الٰہ اِلّا ہو
اللہ اللہ اللہ ہو　　　　لا الٰہ اِلّا ہو

قمری کو چاہت ہے تیری۔ بلبل کو نعت ہے تیری
غنچوں میں رنگت ہے تیری۔ پھولوں میں تیری خوشبو

اللہ اللہ اللہ ہو　　　　لا الٰہ اِلّا ہو
اللہ اللہ اللہ ہو　　　　لا الٰہ اِلّا ہو

سورج چاند ستارے تیرے، یہ رنگیں نظارے تیرے
میں کیا ہوں اور میرا کیا ہے سب کچھ تیرا تو ہی تو

اللہ اللہ اللہ ہو لا الٰہ الا ہو
اللہ اللہ اللہ ہو لا الٰہ الا ہو

تو خالق ہے تو مالک ہے۔ تو مولا ہے تو ہی رب
تجھ سے مانگنے والے ہیں سب۔ سب کی سننے والا تو

اللہ اللہ اللہ ہو لا الٰہ الا ہو
اللہ اللہ اللہ ہو لا الٰہ الا ہو

دم تیری اُلفت کا بھرے ہے تجھ سے جئے ہی تجھ پہ مرے ہی
حامد تری حمد کرے ہے۔ یہ بندہ ہے مولا تو

اللہ اللہ اللہ ہو لا الٰہ الا ہو
اللہ اللہ اللہ ہو لا الٰہ الا ہو

سلام

بحضور سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم

یا نبیؐ سلام علیک — یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

دونوں عالم کے خزانے. دیدیئے تم کو خدا نے
جو تمہارا مرتبہ ہے. کون سمجھے کون جانے

یا نبیؐ سلام علیک — یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

کون آیا تمؐ سے بڑھ کر. تمؐ شفیعِ روزِ محشر
مصطفےٰؐ تم مجتبےٰؐ تم، بعدِ حق تم سب سے بہتر

یا نبیؐ سلام علیک — یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

سیّد و سردار ہو تمؐ. احمدِ مختار ہو تمؐ
ہم بھٹک سکتے نہیں ہیں. قافلہ سالار ہو تمؐ

یا نبیؐ سلام علیک — یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

صبح تمؐ سے شام تمؐ سے. گردشِ ایام تمؐ سے
شافعِ روزِ قیامت. عاصیوں کو کام تمؐ سے

یا نبیؐ سلام علیک		یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک		صلوٰۃ اللہ علیک

باعثِ ارض و سما تمؐ، ابتدا تمؐ انتہا تمؐ،
ذاتِ حق کا آئینہ ہو۔ مظہرِ نور خدا تمؐ

یا نبیؐ سلام علیک		یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک		صلوٰۃ اللہ علیک

شاہِ دیں سلطانِ عالمؐ، خسروِ خوبانِ عالمؐ
الحذر دردِ جدائی۔ المدد اے جانِ عالمؐ

یا نبیؐ سلام علیک		یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک		صلوٰۃ اللہ علیک

اس کے دکھ کی بھی دوا ہو۔ بھیک حامد کو عطا ہو
یہ گدائے بے نوا ہے۔ تمؐ شہِ ہر دوسرا ہو

یا نبیؐ سلام علیک		یا رسولؐ سلام علیک
یا حبیبؐ سلام علیک		صلوٰۃ اللہ علیک

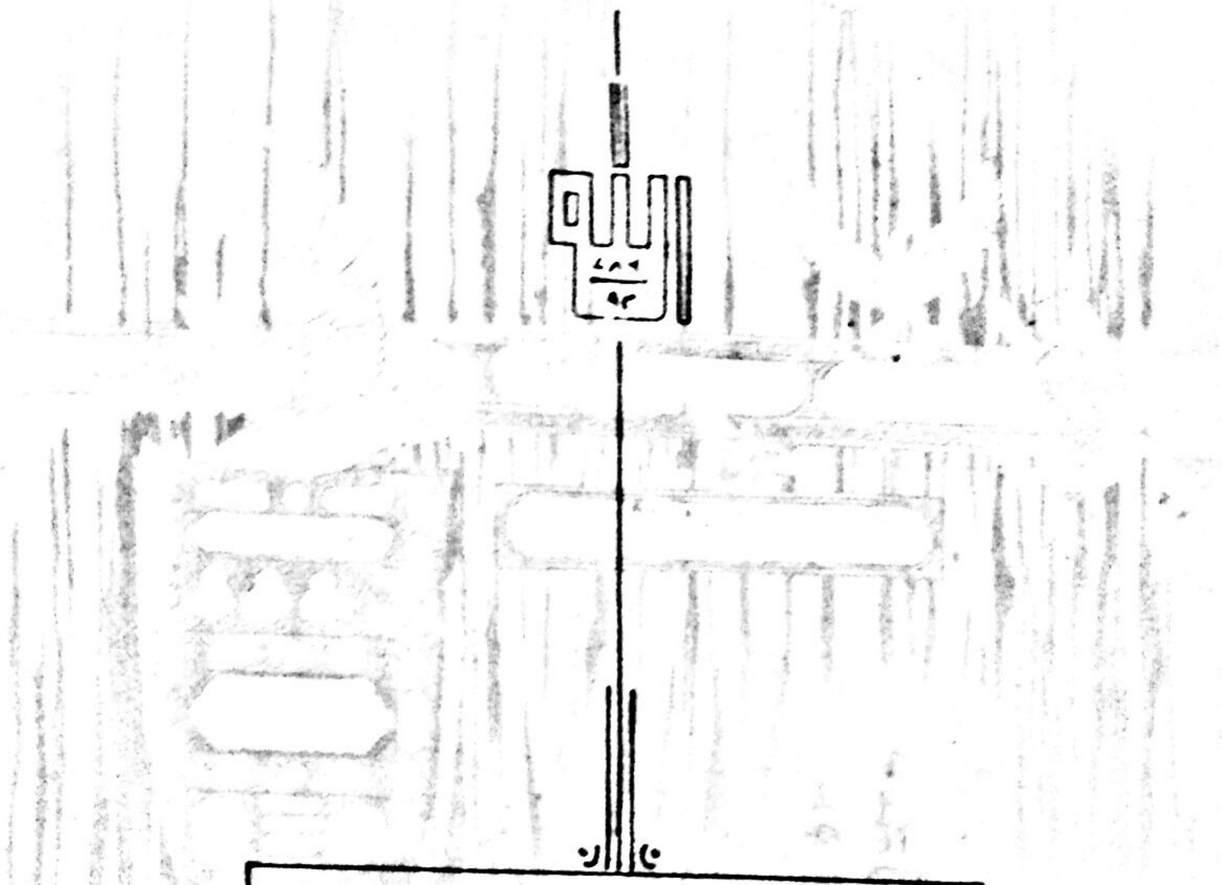

ہر وقت زباں پر جو ثنائے شہ دیں ہے
واللہ کہ یہ خوبیٔ تقدیر ہے میری
یہ فخر ہے حامدؔ میں غلامِ شہِ دیںؐ ہوں
جنت جسے کہتے ہیں وہ جاگیر ہے میری

آج خیر الانام آتے ہیں
رہبروں کے امام آتے ہیں

رونقِ صبح و شام کیا معنی
باعثِ صبح و شام آتے ہیں

جہاں والو! مبارک شاہِ دیںؐ تشریف لاتے ہیں
زمیں پر عرش کے مسند نشیںؐ تشریف لاتے ہیں

دو عالم کے حسینوں سے حسیںؐ تشریف لاتے ہیں
خوشا! محبوبِؐ ربّ العالمیںؐ تشریف لاتے ہیں

خدا کے بعد جو افضل ہوئے ساری خدائی میں
وہ جن کا کوئی ثانی ہی نہیں، تشریف لاتے ہیں

خدا کا آخری پیغام لے کر اے جہاں والو!
تمھارے پاس ختم المرسلیںؐ تشریف لاتے ہیں

نجاتِ نسلِ آدمؑ ہوگئی جن کے وسیلے سے
وہ بن کر رحمۃٌ للعالمینؐ تشریف لاتے ہیں

یہ وہ ہیں جن کو سب میدانِ محشر میں پکاریں گے
گنہ گارو! شفیع المذنبینؐ تشریف لاتے ہیں

مرے سرکارؐ کی ذرّہ نوازی تو کوئی دیکھے
جہاں بھی یاد کرتا ہوں وہیں تشریف لاتے ہیں

ہے جن کا حُسن وجہِ زینتِ کون و مکاں حامد
مُبارک وہ حسینوں کے حسیں تشریف لاتے ہیں

وجہِ کون و مکاں آ گئے
صدرِ بزمِ جہاں آ گئے

رونقِ دو جہاں کیوں کہوں
باعثِ دو جہاں آ گئے

جن کے جلوؤں سے روشن ہوئے
یہ زمین و زماں ، آ گئے

مٹ گئیں کفر کی ظلمتیں
نورِ کون و مکاں آ گئے

مژدہ ہو تم کو اہلِ جہاں
سرورِ دو جہاں آ گئے

لے کے پیغامِ حق آخری
آج حق کی زباں آگئے

خوفِ گمراہیوں کا گیا
رہبرِ کارواں آگئے

لے کے پیغامِ "لاتقنطوا"
شافعِ عاصیاں آگئے

کیوں نہ حامدؔ منائیں خوشی
سرورِ انس و جاں آگئے

اللہ

۷۸۶
۹۲

شاہانِ زمانہ کا مقام اپنی جگہ ہے
سرکارِ دو عالمؐ کا غلام اپنی جگہ ہے

آقا مرے ایسے ہیں رسولوں میں کہ جیسے
تسبیح کے دانوں میں امام اپنی جگہ ہے

اُنؐ کے رُخِ روشن سے بھلا کیا اُسے نسبت
وہ اپنی جگہ ، ماہِ تمام اپنی جگہ ہے

چلنے کو تو چلتی ہے نسیمِ سحری بھی
پر آپؐ کا اندازِ خرام اپنی جگہ ہے

بدلے ہیں زمانے نے بہت ساغر و مینا
لیکن مئے توحید کا جام اپنی جگہ ہے

ہر آن بدلتی ہے خرد نظمِ سیاست
سرکارؐ جو لائے وہ نظام اپنی جگہ ہے

یہ گردشِ دوراں کے دبائے نہ دبے گا
جو تم نے دیا ہے وہ پیام اپنی جگہ ہے

آئے ہیں زمانے میں نبی اور بھی لیکن
حامد مرے آقاؐ کا مقام اپنی جگہ ہے

○

۷۸۶
۹۲

باغِ جنّت سے حسیں کیوں نہ ہو کوچا تیراؐ
جس میں ہر سمت مہکتا ہے پسینہ تیراؐ

جو کسی کا بھی نہیں ہے وہ ہے رتبہ تیراؐ
محرمِ رازِ خدا، جاننے والا تیراؐ

تیرے الطاف و کرم کا تو ٹھکانا کیا ہے
بھیک دیتا ہے شہنشاہوں کو منگتا تیراؐ

تو نے تو اپنے گداؤں کو قبائیں بخشیں
اور پیوند سے خالی نہیں کُرتا تیرا

بے نواؤں کو نوا تیرے کرم نے بخشی
بے سہاروں کا سہارا ہے سہارا تیرا

کِس نے انسان کو جینے کا سلیقہ بخشا
آدمیّت پہ یہ احسان ہے کس کا؟ تیرا

ذکر تیرا نہیں موقوف زمیں پر آقا
آسمانوں پہ رہا کرتا ہے چرچا تیرا

ختم ہوتی ہے جہاں سرحدِ فہم و ادراک
اُس سے آگے ہے کہیں نقشِ کفِ پا تیرا

میری دنیا میں اندھیروں کا گذر، ناممکن
ہے تصوّر میں مرے چاند سا چہرا تیرا

روئے اقدس سے بھلا چاند کو نسبت کیا ہے
اس سے بہتر ہے کہیں پاؤں کا تلوا تیرا

یہ کسی در پہ نہ جائے گا ترے در کی قسم
تیرا مدّاح یہ حامد تو ہے منگتا تیرا

○

الله
۷۸۶ / ۹۲

تکمیلِ عاشقی ہے جو دردِ جگر ملے
معراجِ بندگی ہے اگر اُنؐ کا در ملے

یہ اپنی اپنی خوبیٔ قسمت کی بات ہے
ایسے بشر ہیں ہم، ہمیں خیرالبشرؐ ملے

دیکھے ہیں ہم نے اُن کے گداؤں میں بادشاہ
اُنؐ کی گلی کے ذرّوں میں شمس و قمر ملے

دیکھا تو موڑ موڑ پہ راہِ حیات کے
میرے نبیؐ کے نقشِ قدم راہ بر ملے

دیکھے تو کوئی اُنؐ کے کرم کے یہ سلسلے
اُنؐ کے کرم سے اُنؐ کے کرم کس قدر ملے

صدیقؓ یارِ غار کی صورت نظر میں ہیں
کعبے میں دی اذان تو حضرت عمرؓ ملے

قرآن پڑھ رہے تھے کہ عثمانؓ مل گئے
حیدرؓ کہیں لئے ہوئے خیبر کا در ملے

ہو زادِ راہ دولتِ دیدارِ مصطفےٰؐ
بزمِ جہاں سے جب مجھے اذنِ سفر ملے

خیرہ نہ ہو نگاہ فروغِ جمال سے
جلوے ملیں تو ساتھ ہی تابِ نظر ملے

آنکھیں ترس گئیں درِ والا کی دید کو
سرکارؐ اب تو چارۂ دردِ جگر ملے

میری بھی حاضری ہو دیارِ رسولؐ میں
میری شبِ الم کو بھی رنگِ سحر ملے

میں نے لکھی ہے نعت رسالت مآبؐ کی
فکرِ رسا کو آج مری، بال و پر ملے

حامدؔ فسانۂ غمِ سرکارؐ چھیڑ دے
غم ہائے روزگار سے کچھ تو مفر ملے

حشر میں چھپالیں گے دامنِ شفاعت میں
کام آرہے ہیں آقاؐ میری ہر مصیبت میں

اُن کو پوچھنے والا کون ہے قیامت میں
تم کو چھوڑنے والے پڑ گئے مصیبت میں

لکھ کے اک قصیدہ ہم اُنؐ کی شانِ رحمت میں
اُنؐ کے سامنے پڑھنے جائیں گے قیامت میں

ذکر کیا ہے انساں کا، لے کے اپنی فریادیں
جانور بھی آتے ہیں آپ کی عدالت میں

لائے تو کوئی ثانی اُنؐ کے جاں نثاروں کا
صدق میں، عدالت میں، حلم میں، شجاعت میں

تخت و تاج والوں کو کیا نگاہ میں لائیں
ہم اگر جگہ پائیں اُنؐ کی چشمِ رحمت میں

نور سے بھرا سینہ ، دور ہوگیا کینہ
آگیا جسے جینا آپؐ کی محبت میں

گھر میں اُنؐ کی یادوں کے ہر طرف اُجالے ہیں
بزمِ دل سجالی ہے ہم نے شامِ فرقت میں

یہ سُنا ہے اُس در پہ قسمتیں سنورتی ہیں
آیئے چلیں حامد بارگاہِ حضرت میں

○

جس کے روئے روشن کا ہر طرف اُجالا ہے
کون ہے حسیں ایسا ، میرا کملی والا ہے

نورِ حق جو چمکا ہے چوٹیوں سے فاراں کی
کل بھی روشنی ہوگی ، آج بھی اُجالا ہے

اے حلیمہ! قسمت پہ ناز کیوں نہ ہو تجھ کو
دو جہاں کی رحمت ہے ، جس کو تو نے پالا ہے

کون رکھنے والا ہے لاج ہم غریبوں کی
آپؐ کے سوا میری کون سننے والا ہے

جب بھی راہِ ہستی میں اونچ نیچ آئی ہے
آپؐ نے مدد کی ہے ، آپؐ نے سنبھالا ہے

اُنؐ کے دستِ اقدس نے دستگیریاں کی ہیں
اُنؐ کی چشمِ رحمت نے آفتوں کو ٹالا ہے

اپنے جذبۂ دل کو راہ بر بنا لوں گا
راستہ مدینے کا اِس کا دیکھا بھالا ہے

یہ نہیں فقط کاغذ، جس پہ نعت لکھی ہے
روزِ حشر بخشش کے واسطے قبالا ہے

مجھ کو اپنے آقاؐ پر ناز کیوں نہ ہو حامد
آن کا انوکھا ہے، شان کا نرالا ہے

عمر کا سفینہ اب آ لگا کنارے سے
رات کٹ گئی حامد، دِن نکلنے والا ہے

○

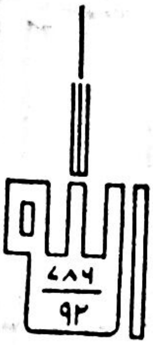

نگاہِ یاس جب اُنؐ کی طرف اٹھی ہو گی
ہماری بگڑی ہوئی بات بن گئی ہو گی

گھٹا کرم کی مدینے سے جب اُٹھی ہو گی
تو عاصیوں کے سروں پر برس گئی ہو گی

گئی ہے کفر کی ظلمت یہ کہہ کے کعبہ سے
کہ اب یہاں رُخِ احمدؐ کی روشنی ہو گی

بنے گی ایک نمونہ جو رہتی دنیا تک
مرے حضورؐ کی کچھ ایسی زندگی ہو گی

ہمارا سوزِ دروں رنگ لائے گا اک دن
یقین ہے درِ اقدس پہ حاضری ہو گی

میں دل میں عشق شہِ دیں کا داغ رکھتا ہوں
مری لحد میں بھلا کیوں نہ روشنی ہو گی

تمہاری یاد ہے میری حیات کا حاصل
تمہارے نام پہ قربان زندگی ہو گی

صبا کے ناز اٹھانا یہ بے سبب تو نہیں
تمہارے کوچے میں جانے کی بات کی ہو گی

مجھے بھی ساتھ میں لے لیں جو زائرانِ حرم
کرم کریں گے، بڑی بندہ پروری ہو گی

کوئی کسی کو نہ پوچھے گا جب قیامت میں
نبیؐ کی چشمِ کرم ہم کو ڈھونڈتی ہوگی

کرم میں اُنؐ کے کمی ہو یہ غیر ممکن ہے
مری طلب میں یقیناً کوئی کمی ہوگی

نہ آؤں گا درِ اقدس پہ جا کے اے حامدؔ
اگر یہ بات مرے اختیار کی ہوگی

یہ مانا مشکلوں کا سامنا تو گام گام آیا
مگر اُن کا کرم ہر ہر قدم پر میرے کام آیا

ترس آ ہی گیا اُن کو مرے حالِ پریشاں پر
خدا کا شکر ہے میرا دلِ ناکام . کام آیا

تصوّر بھی نہیں کرتا کبھی آزاد ہونے کا
غلامی میں تمھاری جو شۂ عالی مقام آیا

یہ رات آئی تمھارے گیسوؤں پر صدقہ ہونے کو
فدا ہونے رُخِ پُرنور پہ ماہِ تمام آیا

وہ تھی یادِ نبیؐ جس کے سہارے مل گئی منزل
وہی اک نامِ نامی تھا جو ہر مشکل میں کام آیا

ملا جب حشر میں انعام اُنؐ کے مدح خوانوں کو
مرے حصّے میں حامدؔ بادۂ کوثر کا جام آیا

جس میں مرے آقاؐ کی محبت نہیں ہوگی
ایمان کی اُس دل میں حرارت نہیں ہوگی

ہوگی نہ جھلک اُس میں اگر کوئے نبیؐ کی
کچھ اور ہی ہوگی، مری جنّت نہیں ہوگی

رکھیں گے تصوّر میں شبیہہِ شہِؐ دیں کو
ہم کو تو لحد میں کوئی وحشت نہیں ہوگی

سرکارؐ کا دامانِ کرم ہوگا میسّر
اک عید سی ہوگی وہ قیامت نہیں ہوگی

سرکارؐ سے مل جائے گا جو دل میں ہے حامد
اظہارِ تمنّا کی ضرورت نہیں ہوگی

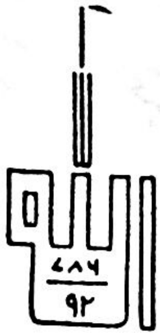

باعثِ عالمِ امکاں ہیں رسولِ عربیؐ
قصۂ زیست کا عنواں ہیں رسولِ عربیؐ

ساری مخلوق سے افضل ہیں رسولانِ کرامؑ
اور اُن سب میں نمایاں ہیں رسولِ عربیؐ

اپنے محبوب کو بھیجا ہے ہدایت کے لئے
ہم پہ اللہ کا احساں ہیں رسولِ عربیؐ

آپؐ کو جان کے ، اللہ کو پہچانا ہے
آپؐ سرچشمۂ عرفاں ہیں رسولِ عربیؐ

اے تصوّر میں تری جلوہ طرازی کے نثار
دل کے کاشانے میں مہماں ہیں رسولِ عربیؐ

دلِ بے تاب نہ کر خوف قیامت کا نہ کر
مغفرت کا تری ساماں ہیں رسولِ عربیؐ

اُس کو کیا خوف حوادث کا بھلا اے حامدؔ
جس کی کشتی کے نگہباں ہیں رسولِ عربیؐ

میری کشتی بھنور میں آئی ہے
کملی والے تری دُہائی ہے

ذاتِ والا صفات کیا کہنا
مظہرِ شانِ کبریائی ہے

کیوں صبا پھر رہی ہے اِتراتی
کیا مدینے سے ہو کے آئی ہے

سبز گنبد کی جالیوں کے قریں
مجھ کو ارمانِ جبہ سائی ہے

حق نے تیرے لئے شہِ والا
بزمِ کون و مکاں سجائی ہے

روشنی چاند اور تاروں نے
روئے بدر الدجیؐ سے پائی ہے

جلتے ہیں جس جگہ پرِ جبریل
اُس سے آگے تری رسائی ہے

یہ اُنھیں کا کرم ہے اے حامد
نعت اُنؐ کی جو لب پہ آئی ہے

۷۸۶
۹۲

نہیں وہ سوئے جنّت آنکھ بھر کر دیکھنے والے
جو ہیں سرکارؐ کے روضے کا منظر دیکھنے والے

سمجھتے تھے وہی وَاللّیل کے حُسنِ معانی کو
حقیقت میں جو تھے زُلفِ پیمبرؐ دیکھنے والے

ہمیں تو بس عنایت چاہیئے ساقیٔ کوثرؐ کی
وہ کوئی اور ہوں گے سوئے کوثر دیکھنے والے

ہٹا سکتے نہیں ہیں راہِ حق سے ہم کو ہنگامے
ہیں ہم روزِ ازل سے روزِ محشر دیکھنے والے

کشش ایسی ہے کچھ ذرّاتِ طیبہ میں کہ اے حامد
یہ کہتے ہیں کہ پھر دیکھیں مکرّر دیکھنے والے

○

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

حبیبِ حق نہ شہنشاہِ دوسرا ہو کر
نہ آیا کوئی زمانے میں آپؐ سا ہو کر

خدا ہی جانے حقیقت میں کون ہیں کیا ہیں
جھلک دکھا گئے جو بندۂ خدا ہو کر

سوائے آپؐ کے ہے کون پوچھنے والا
میں اور کس سے کروں عرض آپ کا ہو کر

یہ راہِ کاہکشاں آج تک منور ہے
حضورِ ختمِ رسالتؐ کا راستا ہو کر

قسم خدا کی زمانہ ہو اُس کی ٹھوکر میں
مرے حضورؐ کا دیکھے کوئی گدا ہو کر

رہا ہوا ہوں غمِ روزگار سے حامد
نبیؐ کے دردِ محبت میں مبتلا ہو کر

دن تمہیں سے ہے رات تم سے ہے
رونقِ کائنات تم سے ہے

زندگی بخش دو جہاں تم ہو
موت تم سے حیات تم سے ہے

اور ہے کون پوچھنے والا؟
عاصیوں کی نجات تم سے ہے

تم ہی دولہا ہو بزمِ محشر کے
یہ انوکھی برات تم سے ہے

ہے یہ جو کچھ بھی بزمِ امکاں میں
سر دیم کائنات تم سے ہے

آس بخشش کی کل قیامت میں
ذاتِ والا صفات تم سے ہے

ہے تمہارا ہی اک گدا حامد
اس کی بخشش کی بات تم سے ہے

درِ اقدس پہ میرا سر جھکا ہے
تصوّر نے کہاں پہنچا دیا ہے

نرالی سب سے شانِ مصطفےٰؐ ہے
کوئی ایسا زمانے میں ہوا ہے ؟

نبی ایسا کہ ختم الانبیاء ہے
حسیں ایسا کہ محبوبِ خدا ہے

خدا نے اُنؐ کو مالک کر دیا ہے
جسے جو کچھ ملا ، اُنؐ سے مِلا ہے

جسے کہتے ہیں قرآنِ معظّم
وہ اُنؐ کا وصف ہے اُنؐ کی ثنا ہے

عیاں والشمس سے رُخ کی تجلّی
نہاں واللّیل میں زلفِ دوتا ہے

چمک بتلا رہی ہے کہکشاں کی
گذر اِس راہ سے اُنؐ کا ہوا ہے

دو عالم سے ہے مستغنی مرا دل
مجھے سرکارؐ نے اتنا دیا ہے

تمنائے شہنشاہی ندارم
یہی کہتا ہے جو اُنؐ کا گدا ہے

نگاہِ مَردِ مومن ہے خدا بیں
دلِ مومن مقامِ مصطفےٰؐ ہے

نہیں شمس و قمر کا نور حامدؔ
بس اُنؐ کے روئے روشن کی ضیا ہے

نشۂ عشق سے سرشار غلام اُنؐ کا ہے
دور میں دیکھئے اس وقت بھی جام اُنؐ کا ہے

شیشہ اُنؐ کا ہے، سبو اُنؐ کا ہے، جام اُنؐ کا ہے
میرے ساقی ہیں وہ میخانہ تمام اُنؐ کا ہے

جس کی تقدیر پہ شاہوں کو بھی آجاتا ہے رشک
ہے بلالؓ حبشی کون ؟ غلام اُنؐ کا ہے

فہم و ادراک کی انساں کے رسائی معلوم
آج تک کوئی نہ سمجھا، جو مقام اُنؐ کا ہے

اپنی باتیں بھی بیاں کی ہیں زباں سے اُنؐ کی
حق کو مرغوب بہت طرزِ کلام اُنؐ کا ہے

ہم نے دیکھا ہے کہ آلامِ زمانہ کے خلاف
وہ شکایت نہیں کرتا جو غلام اُنؐ کا ہے

کتنا خوش بخت ہوں میں اُنؐ کے کرم کے صدقے
نزع کے وقت زباں پر مری نام اُنؐ کا ہے

قبر میں دیکھ کے اے کاش فرشتے یہ کہیں
اِس کو کوئی نہ ستائے، یہ غلام اُنؐ کا ہے

عرش و کرسی ہی پہ موقوف نہیں اے حامدؔ
جو بھی کچھ کون و مکاں میں ہے تمام اُنؐ کا ہے

آپؐ خیر الانام ہیں آقاؐ
رہبروں کے امام ہیں آقاؐ

رونقِ صبح و شام کیا معنی
باعثِ صبح و شام ہیں آقاؐ

جن کی ٹھوکر میں اک زمانہ ہے
آپؐ کے وہ غلام ہیں آقاؐ

حق کی جانب سے دونوں عالم میں
آپ مختارِ عام ہیں آقاؐ

منبعِ جود و رحمت ہیں حضورؐ
معدنِ لطفِ عام ہیں آقاؐ

ہے بہت دور منزلِ اُمّید
اور ہم سُست گام ہیں آقاؐ

کچھ نہیں ہے ہمارے ساغر میں
غیر بادہ بہ جام ہیں آقاؐ

ہم تو حامدؔ ہیں مانگنے والے
محوِ بخشش مُدام ہیں آقاؐ

○

۷۸۶
۹۲

آسرا کوئی نہیں ہے تری رحمت کے سوا
میرے پلّے نہیں کچھ، اشکِ ندامت کے سوا

چاہتیں کچھ بھی نہیں آپ کی چاہت کے سوا
کوئی دولت ہی نہیں عشق کی دولت کے سوا

میرے اعمال برُے ہیں وہ نظر پھیر نہ لیں
یہ قیامت نہ گذر جائے قیامت کے سوا

منہ چھپانے کا دو عالم میں ٹھکانہ نہ ملا
شافعِ حشر ترے دامنِ رحمت کے سوا

نزع میں، قبر میں اور حشر کی ہر مشکل میں
کام آیا نہ کوئی آپؐ کی رحمت کے سوا

میں نے اُن سے بھی محبت ہی محبت کی ہے
جن سے کچھ ہاتھ نہ آیا مرے نفرت کے سوا

آؤ حامدؔ چلو یہ نعت سُنائیں اُن کو
جن کو کچھ بھی نظر آتا نہیں بدعت کے سوا

الله

٤٨٦
٩٢

نہیں ہے کسی کی جو ہے بات اُنؐ کی
خدا سے ہوئی ہے ملاقات اُنؐ کی

تمنا ہے لکھتا رہوں مرتے دم تک
کبھی حمدِ باری، کبھی نعت اُنؐ کی

میں چھوٹا ہوں، کیا مجھ سے تعریف ہو گی
بڑے میرے آقاؐ، بڑی بات اُنؐ کی

خدا کی قسم، یہ خدائی نہ ہوتی
نہ ہوتی اگر درمیاں ذات اُنؐ کی

اُنھیں سے ہے قائم نظامِ زمانہ
تو اُنؐ کا ہی یہ دن ہے، یہ رات اُنؐ کی

چلو عاصیو! اُنؐ کے دامن میں چھُپنے
رکھے گا خدا حشر میں بات اُنؐ کی

گدا تو گدا ہیں گداؤں کا کیا ہے
شہنشاہ پاتے ہیں خیرات اُنؐ کی

سلاموں کے گجرے ہیں تحفہ نبیؐ کا
درودوں کی ڈالی ہے سوغات اُنؐ کی

تمنّا ہے حامدؔ کی اک روز یا ربّ
پڑھے جا کے روضے پہ خود نعت اُنؐ کی

○

۷۸۶
۹۲

جذبۂ عشق ہمارا ابھی بھرپور نہیں
ہوش باقی ہیں ابھی شیشۂ دل چور نہیں

میں بھی طیبہ کو چلا جاؤں یہ مقدور نہیں
ہاں اگر اُنؐ کی عنایت ہو تو کچھ دور نہیں

بے طلب گوہرِ مقصود ملا کرتا ہے
ہاتھ پھیلانے کا سرکار میں دستور نہیں

سر وہ کیا سر، ترے در کی نہ تڑپ ہو جس میں
دل وہ کیا دل جو تری یاد سے معمور نہیں

بس ترا غم، تری یادیں، ترا ارماں، ترا ذکر
اس سے ہٹ کر میں کسی حال میں مسرور نہیں

عیب کھل جائیں سرِ حشر گنہ گاروں کے
اپنے سرکارؐ کے صدقے انھیں منظور نہیں

جب بھی مشکل میں پکارا ہے چلے آئے ہیں
کون کہتا ہے انھیں دور ہیں وہ دور نہیں

چاہنے والے تو راضی برضا رہتے ہیں
شکوہ برلب نہیں غمگیں نہیں، رنجور نہیں

اک فقط آپ کے روضے کی زیارت کے سوا
اور کوئی بھی علاجِ دلِ رنجور نہیں

میں گنہ گار و سیہ کار و خطا کار سہی
میری بخشش تری رحمت سے مگر دور نہیں

جو بدل جائے کبھی مصلحتِ وقت کے ساتھ
مسلکِ عشق میں ایسا کوئی دستور نہیں

چاہے کچھ بھی ہو حقیقت میں نہیں کچھ حامد
آپؐ کے نام کی نسبت سے جو مشہور نہیں

○

[illegible] ہیں تو بھی ہیں
[illegible] ہیں تو بھی ہیں

[illegible]
[illegible] ہیں تو بھی ہیں

[illegible]
[illegible] ہیں تو بھی ہیں

[illegible]
[illegible] ہیں تو بھی ہیں

یہ سیم و زر، یہ مناصب، یہ شوکت و حشمت
سکونِ قلب میسّر نہیں تو کچھ بھی نہیں

تو چاہے کچھ بھی ہو حامد مگر یہ یاد رہے
غلامِ ساقئ کوثرؐ نہیں تو کچھ بھی نہیں

اللہ

۴۸۶
۹۲

دردو غم و الم کی دوا چاہیئے مجھے
دامانِ مصطفےٰ کی ہوا چاہیئے مجھے

واقف ہیں آپ خود مرے حالِ تباہ سے
میں کیوں کہوں زبان سے کیا چاہیئے مجھے

بس ایک ہی نجات کی صورت ہے یا حضورؐ
دامن تمھارا روزِ جزا چاہیئے مجھے

خواہش ہے آبرو کی نہ شہرت کی جستجو
مدحت کا روزِ حشر صلہ چاہیئے مجھے

حامدؔ تلاشِ یار میں نکلوں گا بعد کو
پہلے تو صرف اپنا پتا چاہیئے مجھے

○

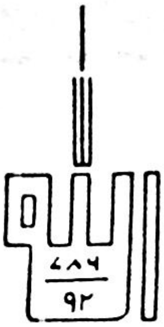

شاہِ ہر دو سرا ﷺ مل گئے
رحمتِ کبریا مل گئے

اپنی قسمت پہ نازاں ہیں ہم
سرورِ انبیاء ﷺ مل گئے

مٹ گئیں کفر کی ظلمتیں
شمعِ نورِ خدا ﷺ مل گئے

راہ آسان تر ہو گئی
آپ ﷺ جب رہ نما مل گئے

روزِ محشر کا کھٹکا نہیں
اب شفیع الوریٰ ﷺ مل گئے

مجھ کو مشکل سے کیا واسطہ
میرے مشکل کُشا مل گئے

حق تو یہ ہے کہ حق کی قسم
ذاتِ حق کا پتہ مل گئے

ہم بھٹک جائیں ممکن نہیں
آپؐ کے نقشِ پا مل گئے

ہم کو حامد خدا مل گیا
جب حبیبؐ خدا مل گئے

دل وہ کیا دل جو ترے درد کا خواہاں نہ ہوا
سر وہ کیا سر، جسے در کا ترے ارماں نہ ہوا

چاہے وہ کچھ بھی ہوا صاحبِ عرفاں نہ ہوا
جو غلام آپؐ کے در کا شہِ ذیشاں نہ ہوا

آپؐ کے عشق سے جب تک نہ ہوا دل آباد
میرے غم خانۂ ہستی میں چراغاں نہ ہوا

شافعِ روزِ جزاؐ، آپؐ کی رحمت کے سوا
اور کوئی بھی گنہ گار کا پُرساں نہ ہوا

آپؐ نے تو مری بخشش کی دعائیں مانگیں
اور میں اپنے کئے پر بھی پشیماں نہ ہوا

غم نہ تھا کوئی جو مجھ کو نہ ملا ہو لیکن
اُن کی رحمت کے تصدق میں پریشاں نہ ہوا

میرے سرکارؐ زمانے میں نہ آئے جب تک
کسی صورت بھی علاجِ غمِ دوراں نہ ہوا

شومیٔ بخت کہ طیبہ کی زیارت نہ ہوئی
نگہِ شوق کی تسکین کا ساماں نہ ہوا

سوئے طیبہ مجھے کیوں وحشتِ دل لے نہ گئی
اے جنوں کس لئے، مجھ پر ترا احساں نہ ہوا

اُن کی مدحت کے جہاں پھول کھلے اے عابد
آشنا رنگِ خزاں سے وہ گلستاں نہ ہوا

۷۸۶
۹۲

اللہ نے یوں رتبہ بڑھایا شبِ معراج
حضرتؐ کو سرِ عرش بلایا شبِ معراج

گلگشتِ جنابِ شہِ لولاکؐ کی خاطر
رضواں نے بھی جنّت کو سجایا شبِ معراج

وہ مرتبہ پایا نہ کسی اور نبی نے
جو احمدِ مختارؐ نے پایا شبِ معراج

بیدار ہوا اپنا بھی خوابیدہ مقدّر
جبریلؑ نے جب اُنؐ کو جگایا شبِ معراج

یہ ذاتِ گرامی تو ہے وہ ذاتِ گرامی
جس نے ہمیں دوزخ سے بچایا شبِ معراج

اللہ رے اعجاز کہ جب لوٹ کے آئے
زنجیر کو ہلتا ہوا پایا شبِ معراج

جس شب ہو زیارت ترے محبوب کی مجھ کو
میری تو وہی شب ہے خدا یا شبِ معراج

اللہ نے حامدؔ شہِ لولاک لما کو
ہر چیز کا مختار بنایا شبِ معراج

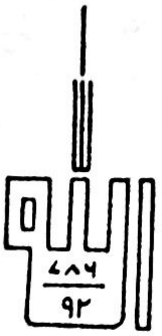

عرشِ اعظم کو چلے شاہِ اُمَمؐ آج کی رات
ہو گئے طالب و مطلوب بہم آج کی رات

کھا کے حضرتؐ نے شفاعت کی قسم آج کی رات
رکھ لیا امتِ عاصی کا بھرم آج کی رات

بہرِ گل گشت جو آنے کو ہیں سلطانِ رُسلؐ
قابلِ دید ہے گلزارِ قدم آج کی رات

جبرئیل آتے ہیں حضرتؐ کو بلانے کے لئے
حق کا ہوتا ہے شہِؐ دیں پہ کرم آج کی رات

اُٹھی ہیں جو پریشاں تم غضب ناک سے
دھواں ہو جائیں گے سب رنگِ دو عالم تری قدرت

جب کیا خلق کبیر نے محمدؐ پاکؐ
دیکھ سرکار کو پیدا آ گئے ہم تری قدرت

جس قدر ناز بھی ہو اس کو بجا ہے عاصمؔ
نعتِ حضورؐ میں ہے مصروف قلم تری قدرت

آج خطرے میں ہے ایمان مدینے والےؐ
اور اُمت ہے پریشان مدینے والےؐ

شافعِ روزِ جزا ، مالکِ حوضِ کوثر
آپؐ تو ہیں مرا ایمان مدینے والےؐ

پھر تری دید کے مشتاق و تمنائی ہیں
سارے عالم کے مسلمان مدینے والےؐ

جس نے دارائی عالم کا سکھایا تھا سبق
پھر عطا کر وہی عرفان مدینے والے

آج پھر کفر صف آرا ہوا اسلام کے ساتھ
اور ملت ہے پریشان مدینے والےؐ

کشتیٔ امتِ عاصی کو سہارا دے دے
آج ہر موج ہے طوفان مدینے والے

مژدۂ نصرتِ اسلام سنا دے ہم کو
کشتیٔ دیں کے نگہبان مدینے والے

قصرِ کسریٰ کی نہ بھی تھی حقیقت جس کے
پھر عطا کر وہی عرفان مدینے والے

کاش حامد کو بھی ہو دولتِ دیدار نصیب
اور ہو تجھ پہ یہ قربان مدینے والے

زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبیؐ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

یہ وہ در ہے جہاں ملتا ہے بے مانگے ہوئے سب کچھ
ارے ناداں! یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

یہ دربارِ رسالتؐ ہے، یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

میں آنسو پی لیا کرتا ہوں رازِ غم چھپانے کو
وہ میرے اشک ہیں دامن پہ جو آیا نہیں کرتے

محبت میں زیاں کا لفظ کچھ معنی نہیں رکھتا
یہ وہ سودا ہے جس کو کر کے پچھتایا نہیں کرتے

محبت کس کو کہتے ہیں، رموزِ عاشقی کیا ہیں
یہ باتیں بس سمجھ لیتے ہیں سمجھایا نہیں کرتے

مدینے سے بہاریں نام جانے کا نہیں لیتیں
یہاں جو پھول کھلتے ہیں وہ مرجھایا نہیں کرتے

جو وابستہ ہیں اُنؐ کے دامنِ دولت سے اے حامدؔ
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

مرے گلستانِ خیال میں بخدا تمہیں سے بہار ہے
وہ مری نگاہ میں پھول ہے جو تمہارے دشت کا خار ہے

مجھے تم سے کچھ ہو عزیز کیا، یہ دل و جگر تو ہیں چیز کیا
مری کائنات میں جو بھی ہے وہ تمہارے رُخ پہ نثار ہے

مری زندگی میں ہیں رونقیں، ترے نام سے تری یاد سے
ترا نام وجہِ سکون ہے، تری یاد وجہِ قرار ہے

مہ و مہر کی یہ تجلّیاں ہیں تمہارے نور کی جھلکیاں
جسے لوگ کہتے ہیں کہکشاں وہ تمہاری راہ گذار ہے

میں گناہگار ہوں پست ہوں تہی دامن و تہی دست ہوں
سرِ حشر میری نجات کا نگہِ کرم پہ مدار ہے

مری معصیت ہے عروج پر، تری رحمتیں ہیں کمال پر
نہ مرے گناہ کی انتہا، نہ ترے کرم کا شمار ہے

صفت اُنؐ کی حامدِ بے نوا جو بیاں کرے بھی تو کیا کرے
کوئی آج تک نہ سمجھ سکا جو نبیؐ کا عزّ و وقار ہے

کتنا محبوب وہ دن اور وہ مہینہ ہوگا
جب مرے پیشِ نظر شہرِ مدینہ ہوگا

آگے ہر ایک سے ہوگی نگہِ شوق مری
سوئے طیبہ جو رواں اپنا سفینہ ہوگا

زندگی ختم اگر ہوگی درِ اقدس پر
وہ مری موت نہ ہوگی مرا جینا ہوگا

کِس لئے خوف کروں قبر کی تاریکی کا
نورِ ایماں سے منوّر مرا سینہ ہوگا

(ق)

اُس کا انداز زمانے سے جُدا پاؤ گے
اُن کے عاشق کا نرالا ہی قرینہ ہوگا

دل میں جھانکو گے تو پاؤ گے حرم کا نقشہ
اور آنکھوں میں مدینہ ہی مدینہ ہوگا

خوشبو جس چیز سے خالق نے بنائی ہوگی
وہ یقیناً مرے آقاؐ کا پسینہ ہوگا

اپنے پیرانِ طریقت سے عقیدت رکھیے
خلد میں جانے کا حامدؔ یہی زینہ ہوگا

○

۷۸۶
۹۲

حق نے جس حسن سے دنیا کو سنوارا ہوگا
ہوگی خیرات تری، تیرا اُتارا ہوگا

صرف اک تم پہ غریبوں کی لگی ہیں نظریں
تم نہ ہوگے تو بھلا کون ہمارا ہوگا

جانے کس دن نگہِ شوق کی بن آئے گی
جانے کب گنبدِ خضرا کا نظارا ہوگا

میں کسی اور سے مانگوں ترے ہوتے آقا
یہ گوارا نہ ہوا ہے، نہ گوارا ہوگا

آ گئے ہوں گے وہیں اُس کی مدد فرمانے
اُن کو مشکل میں جہاں جس نے پکارا ہوگا

کیا بگاڑے گی بھلا گردشِ دوراں اُس کا
جس کو حاصِل مرے آقاؐ کا سہارا ہوگا

تو بھی کہہ دینا جو اے بادِ صبا دیکھا ہے
یوں تو معلوم اُنھیںؐ حال ہمارا ہوگا

نام لیوا جو بھلوں کے ہیں تو پھر اے حامد
دونوں عالم میں بھلا کیوں نہ ہمارا ہوگا

○

جائیں گے جائیں گے سرکار میں پھیرا ہو گا
ہوگی ہوگی شبِ ہجراں کا سویرا ہو گا

زینتِ بزمِ جہاں حق نے بڑھانے کے لئے
تو اُنؐ کے رُخِ انور کا بکھیرا ہو گا

اُنؐ کی یادوں کے چراغوں کو جلا رکھا ہے
اب بھلا کیسے مرے گھر میں اندھیرا ہوگا

غیر چھٹے گا قیامت میں مزا آئے گا
وہ تو چھپ جائے گا دامن میں جو تیرا ہوگا

مجھ گنہ گار پہ آقاؐ کا کرم تو دیکھو
وہ مرے ہوں گے جہاں کوئی نہ میرا ہوگا

میری تقدیر کے بل اتنے ہی کھُل جائیں گے
جتنا سایہ تری زلفوں کا گھنیرا ہوگا

طائرِ دل کا کہاں اور ٹھکانہ حامدؔ
اُنؐ کے کوچے کے درختوں پہ بسیرا ہوگا

کب کہا، کس سے کہا میں نے کہ دولت چاہیئے
مجھ کو تو سرکارؐ کی چشمِ عنایت چاہیئے

مجھ کو جنّت چاہیئے ہاں مجھ کو جنّت چاہیئے
چاہیئے جنّت، مگر اُنؐ کی بدولت چاہیئے

اُس سے یہ کہہ دو کہ وہ جاکر مدینے میں رہے
جو یہ کہتا ہے اُسے دنیا میں جنّت چاہیئے

یہ گناہوں کی سیاہی دُھل تو جائے گی مگر
اِس کو دھونے کے لئے اشکِ ندامت چاہیئے

خود بخود تقدیر میں پھر تبدیلیاں آجائیں گی
پہلے تو اُنؐ کے غلاموں جیسی صورت چاہیئے

ہر تمنا سے بھلی اُنؐ کی تمنا دوستو
اُنؐ کی حسرت کے سوا کیا اور حسرت چاہیئے

اُس کی آنکھوں کے تصدق جس نے دیکھا ہے انھیں
مجھ کو اُنؐ کے چاہنے والوں کی چاہت چاہیئے

ہو مرا کردار پرتوِ سیرتِ سرکارؐ کا
جو پسند آجائے اُنؐ کو ایسی صورت چاہیئے

دیکھ لینا آپ کے قدموں میں ہوں گی منزلیں
شرط ہے اپنے بزرگوں سے عقیدت چاہیئے

نامۂ اعمال پر حامدؔ بھروسہ مت کرو
مغفرت کے واسطے اُنؐ کی شفاعت چاہیئے

جو بھی دیکھے کہہ اُٹھے یہ ہے غلامِ مصطفےٰؐ
دو جہاں میں مجھ کو حامدؔ ایسی شہرت چاہیئے

○

دل دردِ معاصی کی دوا مانگ رہا ہے
دامانِ شہِ روزِ جزا مانگ رہا ہے

دنیا سے نرالا ہے مرا ذوقِ عبادت
سرکار کا نقشِ کفِ پا مانگ رہا ہے

بگڑے ہوئے حالات میں یہ دیدۂ پُرنم
پھر موسمِ کرب و بلا مانگ رہا ہے

جو کچھ بھی ملے گا تری رحمت سے ملے گا
معلوم ہے، دل پھر بھی دعا مانگ رہا ہے

لا دے کوئی لا دے اسے خاکِ مدینہ
کب سے دلِ بیمار دوا مانگ رہا ہے

بڑھتا ہوا اس دورِ ترقی کا اندھیرا
اُنؐ کے رُخِ انور کی ضیا مانگ رہا ہے

جنت ہمیں درکار ہے صدقے میں تمھارےؐ
زاہد تو عبادت کا صلہ مانگ رہا ہے

برسے گا نہ کیوں ابرِ کرم ٹوٹ کے حامدؔ
سرکارؐ سے ہر شاہ و گدا مانگ رہا ہے

حسرت جو مرے دل کی ہے یا رب وہ بر آئے
مجھ کو مرے سرکارؐ کا روضہ نظر آئے

کب لیں گی بلائیں درِ والا کی ، نگاہیں
کیا جانیے کب میری دعا میں اثر آئے

دیدِ رُخِ سرکارؐ مجھے بھی ہو میسّر
میری شبِ ہجراں کی بھی اک دن سحر آئے

ہم اہلِ وفا عشق میں اُس راہ سے گزرے
جس راہ میں ذرّے نہیں شمس و قمر آئے

مجھ کو بھی کسی روز ملے ، اِذنِ حضوری
یوں بھی ہو ، مرے نخلِ وفا میں ثمر آئے

جس سے شبِ تاریک میں ہوتے ہیں اُجالے
وہ چاند کسی دن مرے آنگن اُتر آئے

گُل ہائے تمنا سے سجالوں گا در و بام
قسمت سے کبھی آپ اگر میرے گھر آئے

منگتوں کا تو کیا ذکر شہنشاہ بھی حامد
سرکارؐ کی خدمت میں جھکا کر ہی سر آئے

ہم کہاں جرأتِ اظہار پہ شرمائے ہیں
حق کے افسانے سرِ دار بھی دُہرائے ہیں

حسرتِ دید کا عالم کوئی اُن سے پوچھے
جو دیارِ نبوی دیکھ کے لوٹ آئے ہیں

میرے آقاؐ نے رفاقت کا بھرم رکھا ہے
اب بھی بوبکرؓ و عمرؓ آپ کے ہم سائے ہیں

وہ مرے کام نہ آئیں کبھی، ممکن ہی نہیں
میرے سرکارؐ تو غیروں کے بھی کام آئے ہیں

قافلہ زیست کا بھٹکا تھا، بھٹکتا رہتا
آپؐ کے نقشِ قدم راہ پہ لے آئے ہیں

یا نبیؐ کہہ کے پکارا ہے جہاں مشکل میں
میرے آقاؐ د ہیں از راہِ کرم آئے ہیں

ہائے افسوس ندامت نہیں مجھ کو، لیکن
میرے آقاؐ مرے اعمال پہ شرمائے ہیں

اُنؐ کی عظمت کو بھلا فرش نشیں کیا جانیں
عرش سے اُنؐ کو درود اور سلام آئے ہیں

اپنی بخشش کی ضمانت ہے یہی اے حامد
اُمتی احمدِ مختار کے کہلائے ہیں

○

۷۸۶
۹۲

تم سا نہ حسیں ہے، نہ کوئی تم سا حسیں ہو
تم نورِ خدا، نورِ ازل، نورِ مبیں ہو

جو دل سے غلام آپؐ کا اے سرورِ دیں ہو
غم ہائے زمانہ سے وہ کیا چیں بہ جبیں ہو

وہ کون ہے جس کے لئے کونین بنے ہیں
سرکار تمھیں ہو مرے سرکار تمھیں ہو

تاریکیٔ ہر وہم و گماں تم نے مٹا دی
سرچشمۂ عرفاں بھی ہو تم شمعِ یقیں ہو

جو دور سمجھتا ہے، بہت دور ہو اُس سے
جو پاس سمجھتا ہے تمھیں، اُس کے قریں ہو

خواہش ہے حکومت کی اگر تجھ کو جہاں میں
پہلے یہ ضروری ہے غلامِ شہِؐ دیں ہو

ہر سمت نظر آئیں گے سرکارؐ کے جلوے
قسمت سے میسر جو ہمیں چشمِ یقیں ہو

مجبور ہوں، بے کس ہوں سہارا نہیں کوئی
بس ایک نظر گنبدِ خضرا کے مکیں ہو

سرکارؐ اب آئے، مرے سرکارؐ اب آئے
بیتاب نہ اتنی تو مری جانِ حزیں ہو

سرکارؐ مرے شافعِ محشر ہیں تو حامد
پھر کیوں نہ مجھے اپنی شفاعت کا یقیں ہو

نبیؐ کی اُلفت سے ہو جو خالی وہ موت ہے زندگی نہیں ہے
خوشی نہ ہو جس میں اُنؐ کی شامل وہ غم ہی غم ہے خوشی نہیں ہے

نبی تو ہونے کو ہیں ہزاروں مگر مثال آپؐ کی نہیں ہے
کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے قسم خدا کی کوئی نہیں ہے

نبیؐ کی چشمِ کرم سلامت، کمی کسی بات کی نہیں ہے
کمی ہے خود میرے مانگنے میں کرم میں اُنؐ کے کمی نہیں ہے

گھٹائیں رحمت کی بن کے چھانا گناہ گاروں کو بخشوانا
نبیؐ کے فضل و کرم کے آگے یہ بات کوئی بڑی نہیں ہے

شفیعِ محشرؐ، قسیمِ کوثرؐ لقب ہیں کس کے لقب تمہارےؐ
جو بخشوائے گا حشر کے دن بجز تمہارےؐ کوئی نہیں ہے

تمہارے جلوؤں کے پاس رہتا تو کیوں یہ حامدؔ اُداس رہتا
بسر نہ ہو جو تمہارے در پر وہ زندگی نہیں ہے

ابتدا آپ ہیں انتہا آپ ہیں
رحمتِ حق کا اک سلسلہ آپ ہیں

جا تھکیں ہیں جہاں فہم و ادراک کی
فہم و ادراک سے ماورا آپ ہیں

عرش پر تک گئے دیر جا کے بھی
ذرّۂ خضرِ رہ نما آپ ہیں

ہادیِ خلق بھی ہیں محسن بھی ہیں
ہادیِ دیں ہیں رہنما آپ ہیں

حیثیت میرے لفظوں کی کیا ہو کہے
اسدِ عشق کے حبیبِ خدا آپ ہیں

○

آؤ اُس در پہ چلو ، چل کے صدا دیتے ہیں
بھیک کے ساتھ جو منگتا کو دعا دیتے ہیں

ہم نے دیکھے ہیں یہ بخشش کے نرالے انداز
بھیک شاہوں کو ترے در کے گدا دیتے ہیں

پوچھتا ہے جو کوئی دردِ محبّت کا علاج
راستہ ہم ترے کوچے کا بتا دیتے ہیں

ماہِ طیبہ کی چمک کا تو ٹھکانہ کیا ہے
خاکِ طیبہ کے تو ذرّے بھی ضیا دیتے ہیں

بس وہی منزلِ مقصود کا پاتے ہیں پتہ
خود کو جو راہِ محبّت میں مٹا دیتے ہیں

اہلِ حق کے لیے منزل کوئی دشوار نہیں
یہ پتہ آپ کے نقشِ کفِ پا دیتے ہیں

جذبۂ دل کی قسم، سوزِ ولائے احمدؐ
یا خدا دیتا ہے یا شیرِ خداؑ دیتے ہیں

دیکھ کر اُن کی اداؤں کو یہ معلوم ہوا
لوگ کیوں عبد کو معبود بنا دیتے ہیں

شہپرِ حضرتِ جبریلِ امیں اے حامد
قوتِ بازوئے حیدرؓ کا پتہ دیتے ہیں

ہم تو پھر اُنؐ کے ہیں کیا ذکر ہمارا حامد
وہ تو غیروں کی بھی بگڑی کو بنا دیتے ہیں

یہ مکاں آپؐ کا، لامکاں آپؐ کا
ہے لقب رحمتِ دو جہاں آپؐ کا

حق یہ ہے حق کو پہچان سکتے نہیں
واسطہ گر نہ ہو درمیاں آپؐ کا

ہم بھی سمجھیں کہ ہم کو نگاہیں ملیں
ہو جو پیشِ نظر آستاں آپؐ کا

منزلیں خود سمٹ کر وہیں آ گئیں
لے لیا نام ہم نے جہاں آپؐ کا

حشر کی دھوپ کا ہم کو کھٹکا نہیں
سایہ افگن ہے دامن وہاں آپؐ کا

مجھ کو وابستگی اک زمانے سے ہے
میں تو بچپن سے ہوں نعت خواں آپؐ کا

میرا ضامن ہے محشر کے بازار میں
آسرا شافعِ عاصیاں آپؐ کا

ایک ہم ہی نہیں حضرتِ خضرؑ بھی
پوچھتے پھر رہے ہیں نشاں آپؐ کا

کاش اک دن مدینے کی گلیوں میں ہو
نغمہ زن حامدِ مدح خواں آپؐ کا

ہم اپنے جذبۂ کامل سے اتنا کام لیتے ہیں
تصوّر میں درِ اقدس کی جالی تھام لیتے ہیں

جنھوں نے چاند کے ٹکڑے کیے سورج کو لوٹایا
سنبھل اے گردشِ دوراں ہم اُنؐ کا نام لیتے ہیں

جہاں بھی ڈگمگاتے ہیں قدم راہِ محبّت میں
سنبھلنے کے لیے ہم اُنؐ کا دامن تھام لیتے ہیں

حریمِ ناز میں یارا کسے ہے بات کرنے کا
یہاں آکر نگاہوں سے زباں کا کام لیتے ہیں

سرِ محشر کوئی دیکھے مآلِ تشنگی حامد
لبِ کوثر خود اُن کے ہاتھ سے ہم جام لیتے ہیں

رکھتا ہوں آس رحمتِ پروردگار کی
ہوگی سحر ضرور شبِ انتظار کی

حد ہی نہیں ہے رحمتِ پروردگار کی
بر آئے گی اُمید ہر اُمّید وار کی

غم اُنؐ کا کیا ملا مجھے دونوں جہاں ملے
حاجت مجھے نہیں ہے کسی غم گسار کی

اُڑ کر مدینے جاؤں نہ آنے کے واسطے
اے کاش ہو یہ بات مرے اختیار کی

درکار ہے سلیقۂ اظہارِ آرزو
رکھیں گے لاج وہ نگہِ شرمسار کی

حامدؔ ہوں زیرِ سایۂ دامانِ اہلِ بیتؑ
کیا فکر مجھ کو گردشِ لیل و نہار کی

۹۲

مدحت سرائے احمدِ مختار ہو گئے
بفضلِ خدا کے ہم بھی سزاوار ہو گئے

اشعار جو کہے دُرِ شہوار ہو گئے
ہم نعت کے طفیل میں فن کار ہو گئے

لب آشنا ہوئے ہیں ثنائے رسولؐ سے
گویا مری نجات کے آثار ہو گئے

اُن کی مسرّتوں کا ٹھکانہ نہ پوچھیے
جو خوش نصیب حاضرِ دربار ہو گئے

دل میں ہمارے خوفِ قیامت نہیں رہا
ہم تو غلامِ احمدِ مختار ہو گئے

دنیا میں بے کسوں کا سہارا بنے حضورؐ
عقبیٰ میں عاصیوں کے طرفدار ہو گئے

ہیں بار بار جانے کی حسرت لیے ہوئے
جو ایک بار حاضرِ دربار ہو گئے

وابستگی رہی تو ملیں سرفرازیاں
دامن نبیؐ کا چھوڑ دیا، خوار ہو گئے

اُنؐ کی نگاہِ لُطف کا اعجاز دیکھئے
جو بے عمل تھے صاحبِ کردار ہو گئے

جن سے بڑھی ہوئی تھی جہالت کی تیرگی
وہ ظلمتوں میں نور کے مینار ہو گئے

فاروقؓ پہ یہ رحمتِ باری تو دیکھئے
سوئے ہوئے نصیب تھے، بیدار ہو گئے

آئے تھے جان لینے کو سرکارؐ کی مگر
خود اُنؐ پہ جان دینے کو تیار ہو گئے

اسلام کو حمایتِ فاروقؓ مل گئی
حربے تمام کفر کے بیکار ہو گئے

حلقہ بگوش ہوتے ہی دُنیا بدل گئی
سرکار کے غلام بھی سرکار ہو گئے

حامدؔ بہ فیض مدح سرائی مصطفےٰؐ
کوثر پہ جام پینے کے حقدار ہو گئے

حامدؔ کہاں میں اور یہ نعتِ نبیؐ کہاں
اُنؐ کا کرم ہوا تو یہ اشعار ہو گئے

○

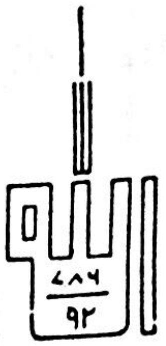

جب تصوّر کر لیا وہ ہیں ہمارے سامنے
بحرِ غم میں آ گئے لاکھوں کنارے سامنے

جب سہارا ہی نہ تھا کوئی ہمارے سامنے
اُنؐ کی رحمت آ گئی لے کر سہارے سامنے

اُنؐ کے دریائے کرم کا جوش دیکھا چاہیئے
جب کبھی آتا ہے کوئی دامن پسارے سامنے

سہل ہو ہر مرحلے پر راہِ دشوارِ حیات
ہو اگر سیرت کا آئینہ ہمارے سامنے

شرم آتی ہے کہ کیا ہو گا سرِ روزِ جزا
میرے جب اعمال آئیں گے تمہارے سامنے

جان دینا کس قدر آسان ہو جائے حضورؐ
آپؐ آ جائیں جو مرتے دم ہمارے سامنے

ہم سے پوچھو ہم بتائیں مسلکِ اہلِ وفا
سیرِ صدیقؓ اکبر ہے ہمارے سامنے

ہم پہ بھی چشمِ کرم اے رحمۃ للعالمینؐ
سر جھکائے ہم بھی ہیں دامن پسارے سامنے

کیا سناؤں گا غمِ فرقت کی ساری داستاں
خوبیٔ قسمت جو پہنچا دے تمہارے سامنے

ایسا مستغنی کیا اُنؐ کی گدائی نے ہمیں
دولتِ کونین ہے ذرّہ ہمارے سامنے

اشک کر دیں گے بیاں فرقت کی ساری داستاں
رکھ دیے ہیں ہم نے اشکوں کے ستارے سامنے

اُنؐ کی سیرت اور صورت کا تصور جب کیا
آ گئے حامد وہاں قرآں کے پارے سامنے

سرکار آپ جیسا کوئی مہرباں نہیں
سایہ فگن وہاں ہیں جہاں سائباں نہیں

ٹوٹے ہوئے دلوں میں ہے مسکن حضورؐ کا
ہم ڈھونڈتے ہیں اُن کو جہاں وہ وہاں نہیں

قسمت کی خوبیاں تو نگاہِ کرم میں ہیں
وہ مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں

میری جبیں کا ہونا نہ ہونا سب ایک ہے
اِس کے نصیب میں جو ترا آستاں نہیں

ہو زندگی کہ موت، لحد ہو کہ حشر ہو
سرکارؐ مجھ کو واسطہ تم سے کہاں نہیں

جس بھاؤ بھی ہو درد کی دولت خرید لو
بازارِ عشق میں غمِ سود و زیاں نہیں

جس رنگ میں ہو جلوۂ جاناں عزیز ہے
حسنِ نظر رہینِ بہار و خزاں نہیں

حامدؔ غلامِ سرورِ کون و مکاں ہوں میں
انؐ کا کرم کہ مجھ کو غمِ دو جہاں نہیں

حامدؔ کھلاتے جائیے نعتِ نبیؐ کے پھول
خوفِ خزاں ہو جس میں یہ وہ گلستاں نہیں

○

اُن کا کرم شریک رہا زندگی کے ساتھ
غربت میں کٹ گئی بڑی آسودگی کے ساتھ

کوئی کسی کے ساتھ ہے کوئی کسی کے ساتھ
ہوں کتنا خوش نصیب کہ میں ہوں نبیؐ کے ساتھ

فرزانگی کا اس سے بڑا کیا ثبوت ہے
دامن نبیؐ کا تھام لے دیوانگی کے ساتھ

چشمِ کرم کو آپؐ کی غم خوار دیکھ کر
غم کو گلے لگا لیا ہم نے خوشی کے ساتھ

سایہ فگن رہے گا قیامت کی دھوپ میں
ابرِ کرم حضورؐ کا ہر امتی کے ساتھ

دونوں جہاں میں کوئی ٹھکانا نہ مل سکے
وہ پھیر لیں نگاہ اگر بے رُخی کے ساتھ

دشوار تھے جو مرحلے آسان ہو گئے
دیکھا تھا اک نظر انہیں بے چارگی کے ساتھ

ابرِ کرم نے سارے گناہوں کو دھو دیا
آنسو ذرا بہائے تھے شرمندگی کے ساتھ

ہجرت کی شب رسولؐ کا بستر نصیب ہے
اللہ رے یہ ربط نبیؐ کو علیؓ کے ساتھ

آتے ہی لب پہ مشکلیں آسان ہوگئیں
مخصوص یہ صفت ہے ترےؐ نام ہی کے ساتھ

مدّاحِ اہلِ بیتؓ ہوں، حامد ہے میرا نام
اللہ! میرا حشر ہو آلِ نبیؐ کے ساتھ

○

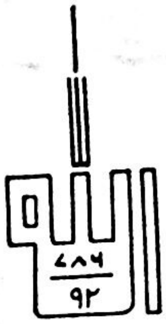

قصے چھیڑو اُنؐ کی گلی کے
کچھ تو نکلیں ارماں جی کے

جس کو اُنؐ سے بھیک ملی ہو
وہ کیوں جائے در پہ کسی کے

مشکل کو آسانی بخشی
صدقے جاؤں نام نبیؐ کے

ہوتے ہیں صدقہ، برتے غم کا
لمحے جو ملتے ہیں خوشی کے

مرنے کو آسان بنا لے
اے دل اُنؐ کی یاد میں جی کے

حشر میں پی کر بادۂ کوثر
بدلے لیں گے تشنہ لبی کے

نعتِ نبیؐ لکھتا ہوں حامد
حُبِّ علیؓ کے جام کو پی کے

○

اے کاش چشمِ شوق کو ایسا دکھائی دے
اُٹھے نظر تو شہرِ مدینہ دکھائی دے

سارے جہاں کے اچھوں سے اچھا دکھائی دے
اُنؐ کے سوائے کوئی نہ ایسا دکھائی دے

اے چشمِ شوق اُس کی نگاہوں کو چومنا
جب کوئی اُنؐ کو دیکھنے والا دکھائی دے

میرے رسولِ پاکؐ کی عظمت کے سامنے
آئے اگر پہاڑ تو ذرہ دکھائی دے

فرشِ زمیں نہ عرشِ بریں پر ہے منحصر
ہر چیز پر حضورؐ کا قبضہ دکھائی دے

ہے اُس میں اُنؐ کے جلوؤں کی بستی بسی ہوئی
دل بھی حریفِ شہرِ تمنّا دکھائی دے

سایہ فگن وہ ہوگا قیامت کی دھوپ میں
کیسے یہاں حضورؐ کا سایا دکھائی دے

پاؤں پناہ دامنِ رحمت پناہؐ میں
جب حشر میں نہ کوئی شناسا دکھائی دے

ہو جس کے دل میں شمعِ محبّت جلی ہوئی
اُس کی لحد میں کیوں نہ اُجالا دکھائی دے

ایسا لگے ہے عمر کا پیمانہ بھر گیا
اللہ اب تو گنبدِ خضرا دکھائی دے

حامد کرے نہ دیدہ و دل کیسے فرشِ راہ
جب کوئی اُن کا چاہنے والا دکھائی دے

میخانۂ وحدت کے ہیں میخوار نرالے
سرشار تو رہتے ہیں، بہکتا نہیں کوئی

جاتا نہ ہو جو آپ کے کوچے کی طرف سے
جنت کے لیے ایسا تو رستہ نہیں کوئی

کیا مل گئی اس کو درِ والا کی گدائی
حامد کی نگاہوں میں سماتا نہیں کوئی

۷۸۶
۹۲

ثانی مرے سرکارؐ کا دیکھا نہیں کوئی
ہیں نورِ خدا ، نور کا سایا نہیں کوئی

ایمان کی کہتا ہوں میں ، ایمان یہی ہے
اللہ کے بعد آپؐ سے اچھا نہیں کوئی

بخشش میں، عنایت میں، نوازش میں، کرم میں
جیسے مرے سرکارؐ ہیں ویسا نہیں کوئی

دشمن کو گلے جیسے لگایا ہے نبیؐ نے
اپنوں کو بھی سینے سے لگاتا نہیں کوئی

سرورِ انبیاؐ ہو تمؐ، تمؐ سے سوا نہیں کوئی
اے کہ تمھاری ذات پر ختم ہوئی پیمبری

باعثِ کن فکاں بھی ہو، شافعِ عاصیاں بھی ہو
کوئی ہمیں بتائے تو، ایسا ہوا کوئی نبی؟

اُنؐ کے ہی رُخ کی تابشیں جلوۂ مہر و ماہ میں
پھیل گئی جہان میں اُنؐ کے ہی رُخ کی روشنی

آپؐ کا میں غلام ہوں مجھ کو غمِ حساب کیا
شاملِ حال ہے مرے آپؐ کی بندہ پروری

خلق میں تجھؐ سے محترم کوئی نہیں شہِ اُمَم
گوہرِ معدنِ کرم تیرا خدا ہے جوہری

میرا سرِ نیاز ہو ، آپؐ کا پائے ناز ہو
حاصلِ صد حیات ہے ، ختم جو یوں ہو زندگی

جب سے ہوا ترا گدا ، مجھ کو ملا یہ مرتبہ
جچتا نہیں نگاہ میں دبدبۂ سکندری

نعت لکھی رسولؐ کی سوزِ دروں کے فیض سے
حامدِ بے زباں کہاں مُدّعیٔ سخن وری

○

آپؐ کی ذات وہ ذات ہے
جس کی خاطر دو عالم بنے

اپنی قسمت پہ نازاں ہیں ہم
اُنؐ کی اُمّت میں پیدا ہوئے

سب خدائی ہماری ہوئی
ایک ہم اُنؐ کے کیا ہو گئے

نام لیوا اُنھیںؐ کے تو ہیں
جیسے کچھ ہیں بُرے یا بھلے

ہے لقب جن کا محبوبؐ حق
اُنؐ کا ثانی کہاں مل سکے

حق تعالیٰ نے دونوں جہاں
نور سے اُنؐ کے پیدا کئے

اُدنُ منی کا لے کر پیام
آج روح الامیں آ گئے

آج کی رات وہ رات ہے
جس میں مطلوب و طالب ملے

مرتبے وہ ملے آپؐ کو
جو کسی کو نہیں مل سکے

تھے حجابات جو آج تک
آج کی رات سب اُٹھ گئے

آئے عرشِ بریں پر وہ جب
شادیانے خوشی کے بجے

حکم رضواں کو حق نے دیا
آج گلزارِ جنت سجے

مانگئے! جب خدا نے کہا
ہم غلام اُنؐ کو یاد آ گئے

ہے گنہ گار حامدؔ ترا
اپنے الطاف سے بخش دے

اے دل جو غلامِ شہِ لولاکؐ نہیں ہے
کچھ بھی ہو مگر صاحبِ ادراک نہیں ہے

دنیا میں ہزاروں ہی نبی آئے ہیں لیکن
ان میں سے کوئی صاحبِ لولاک نہیں ہے

مختارِ دو عالم ہیں مگر حال تو دیکھو
پیوند سے خالی کوئی پوشاک نہیں ہے

ہے ننگِ محبت بخدا ننگِ محبّت
جس کا بھی گریبانِ وفا چاک نہیں ہے

سرکارِ مدینہؐ کے فدائی ہیں جو حامدؔ
اظہارِ حقیقت میں انھیں باک نہیں ہے

میں نہیں کہتا کہ تم ایسا کرو ، ویسا کرو
اُن کی سیرت آئنہ ہے ، آئنہ دیکھا کرو

بات تو جب ہے کہ ایسا رابطہ پیدا کرو
وہ تمھیں دیکھا کریں اور تم انھیں دیکھا کرو

اس طرح اپنی دُعاؤں میں اثر پیدا کرو
واسطہ دے کر شہِ کونین کا مانگا کرو

تھی یہی رسمِ وفا ، یہ رسم پھر زندہ کرو
نقدِ جاں دے کر متاعِ عشق کا سودا کرو

ہر نفس تحفے درودوں کے انھیں بھیجا کرو
سُن کے ذکرِ مصطفےٰ ایمان کو تازہ کرو

سرورِ کونین آتے ہیں صدارت کے لئے
محفلِ نعتِ نبیؐ میں باادب بیٹھا کرو

میرے شوقِ دید کا عالم نگاہوں میں رہے
حاجیو! جب گنبدِ خضریٰ کا نظارا کرو

اُنؐ کے الطاف وکرم کا یہ تقاضہ ہے کہ تم
اُنؐ کے الطاف وکرم کا ہر گھڑی چرچا کرو

اک نہ اک دن اُنؐ کی رحمت جوش میں آجائے گی
جو خطائیں ہوگئی ہیں اُن پہ شرمایا کرو

دیکھنے والے کی آنکھوں میں بسی ہیں جنّتیں
جس نے دیکھا ہے مدینہ تم اُسے دیکھا کرو

بعد میں کہئو کہ ہیں سرکارِ طیبہؐ کے غلام
پہلے اے حامدؔ شعورِ بندگی پیدا کرو

طیبہ میں حاجیوں کو نظارے نصیب ہیں
اک ہم نہ جا سکے یہ ہمارے نصیب ہیں

ہیں کشتیٔ حیات کے سرکارؐ ناخدا
طوفان میں بھی ہم کو کنارے نصیب ہیں

چشمِ کرم جگائے تو جاگیں گے اے حضورؐ
سوئے ہوئے دگرنہ ہمارے نصیب ہیں

اُن بے کسوں کی خوبیٔ قسمت میں شک نہیں
جن بے کسوں کو اُنؐ کے سہارے نصیب ہیں

روشن ہے داغہائے غمِ مصطفےٰ سے دل
میری شبِ الم کو ستارے نصیب ہیں

دیدار جن کا، آرزو پیغمبروں کی بھی
ہم اُنؐ کے اُمّتی، یہ ہمارے نصیب ہیں

اجمیر میں کبھی، کبھی کلیر میں دی صدا
حامد کو کیسے کیسے سہارے نصیب ہیں!

اُس شمعِ رسالتؐ کے پروانے ہزاروں ہیں
اک ہم ہی نہیں اُنؐ کے دیوانے ہزاروں ہیں

تخلیقِ دو عالم ہے صدقہ مرے آقاؐ کا
بس ایک حقیقت ہے افسانے ہزاروں ہیں

یہ عشق کی دولت ہے، ہر اک کو نہیں ملتی
دیوانے بہت کم ہیں، فرزانے ہزاروں ہیں

ہم کس سے کہیں آقاؐ! جو دل پہ گذرتی ہے
اپنا نہیں کوئی بھی، بیگانے ہزاروں ہیں

اجمیر میں، کلیر میں، بغداد میں، دہلی میں
حامد مرے ساقی کے میخانے ہزاروں ہیں

۱

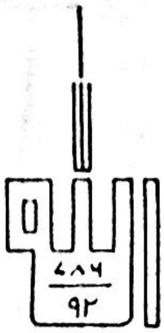

اُنؐ سے میں اُنؐ کے دُلاروں کا اُتارا مانگوں
آج سرکارؐ سے حسنینؓ کا صدقہ مانگوں

میں تہی دست ہوں، دامن میں مرے کچھ بھی نہیں
شرم آتی ہے کہ سرکار سے کیا کیا مانگوں

پہلے آجائے ترے عشق میں جینے کا شعور
پھر ترے نام پہ مرنے کا سلیقہ مانگوں

چاہوں گر کچھ تو نہ چاہوں تری چاہت کے سوا
مانگنا ہو تو تری زلف کا سودا مانگوں

میری دیوانگیٔ شوق کو تم کیا جانو!
میں تو جنّت میں بھی صحرائے مدینہ مانگوں

روسیاہی کو چھپانے کے لئے اے حامد
حشر میں دامن سرکار کا پردا مانگوں

○

ہم سے پوچھو باغ جنت کیسا لگتا ہے
ہم کو تو طیبہ کی گلی کا نقشا لگتا ہے

اُنؐ کے نام پہ مرنے والا زندوں سے بہتر
اُنؐ کی غلامی کرنے والا آقا لگتا ہے

اُنؐ کے چمن کے کانٹے بھی ہیں پھولوں سے افضل
اُنؐ کی گلی کا ہر اک ذرہ تارا لگتا ہے

جس کو اُنؐ کے در کی گدائی ہاتھ آجاتی ہے
وہ منگتا، منگتا نہیں لگتا، داتا لگتا ہے

باغِ نبیؐ کے پھولوں کی خوشبو اللہ رکھے
گلشنِ ایماں جن سے مہکا مہکا لگتا ہے

میری قسمت بھی چمکا دے اے طیبہ کے چاندؐ
میری دنیا میں ہر سو اندھیارا لگتا ہے

جان کے بدلے میں اے حامدؔ دولتِ ایماں لو
اِن داموں یہ مہنگا سودا سستا لگتا ہے

۷۸۶
۹۲

جب اپنا گناہوں سے بُرا حال لگے ہے
سرکارؐ کا دامانِ کرم ڈھال لگے ہے

دولت نہ میسر ہو اگر عشقِ نبیؐ کی
قارون بھی اگر ہے تو وہ کنگال لگے ہے

جو معترفِ عظمتِ سرکارؐ نہیں ہے
اُس آئینۂ دل میں ہمیں بال لگے ہے

دیکھا ہے ستارے ہیں مری راہ گذر میں
جاؤں گا مدینے کو میں اس سال لگے ہے

مدت ہوئی گذرے تھے رہِ کاہکشاں سے
یہ راہ تو کب کی ہمیں پامال لگے ہے

سرکارؐ کے عاشق کی بس پہچان بتاؤں
جو حال ہو اُس حال میں خوشحال لگے ہے

ہم حج کی حقیقت کو سمجھتے ہیں یہ حاؔمد
عُشّاق کا میلہ ہے جو ہر سال لگے ہے

فردوسِ بریں مانا کہ فردوسِ بریں ہے
لیکن ترے کوچے کے برابر تو نہیں ہے

کیا میرے تصوّر کی یہ معراج نہیں ہے ؟
سنگِ درِ سرکارؐ ہے اور میری جبیں ہے

یہ دلکشیٔ بزمِ جہاں یوں ہی نہیں ہے
حسنِ رُخِ سرکارؐ کا اک عکسِ حسیں ہے

جنّت کا مجھے کوئی تصوّر ہی نہیں ہے
میرے لئے جو کچھ ہے مدینے کی زمیں ہے

جس مصحفِ عارض کا تصور ہو تلاوت
وہ مصحفِ عارض ہے کہ قرآنِ مبیں ہے

والشمس کی تفسیر ذرا مجھ سے بھی سنیئے
والشمس تو سرکارؐ دو عالم کی جبیں ہے

اللہ نے محبوب اُسے اپنا بنایا
وہ اتنا حسیں، اتنا حسیں، اتنا حسیں ہے

لائے گا کبھی رنگ مرا سوزِ دروں بھی
جاؤں گا کبھی میں بھی مدینے کو، یقیں ہے

سرکارِ دو عالمؐ کی غلامی ہے میسّر
دنیا بھی حسیں ہے مری عقبیٰ بھی حسیں ہے

مدّاحِ شہِ دیں ہوں مرا نام ہے حامدؔ
محشر میں مجھے اپنی شفاعت کا یقیں ہے

○

اے گنہ گارو! کرو احمدِ مختار کی بات
دردِ عصیاں کی دوا ہے مرے سرکارؐ کی بات

آپؐ کی شانِ کریمی پہ بھروسہ ہے مجھے
آپؐ رکھ لیں گے قیامت میں گنہ گار کی بات

ذکر سے روئے مبارک کے اُجالے پھیلے
ابر چھایا جو چھڑی زلفِ طرح دار کی بات

پھول ہی پھول ہیں کانٹوں کا کہیں نام نہیں
ہے دو عالم میں انوکھی ترے گلزار کی بات

بزم ، ایمان کی خوشبو سے مہک اٹھتی ہے
جب ہوا کرتی ہے سرکارؐ کے گلزار کی بات

ذکرِ صدیقؓ بھی لازم ہے وہاں اے حامؔد
جب کریں آپ کہیں احمدِ مختارؐ کی بات

شبِ ہجرت وہ رفیقِ شہِ ابرارؐ کی بات
ہم کو قرآں سے سند بن کے ملی غار کی بات

یہ زمانہ نہیں بھولا ہے، نہیں بھولے گا
تیرے ایثار کے قصے، ترے کردار کی بات

گھر میں جو کچھ تھا کیا دین پہ آقاؐ کے نثار
ساری دنیا سے الگ ہے ترے ایثار کی بات

بعدِ رحلت بھی میسّر ہے نبیؐ کی قربت
ہاں محبت اسے کہتے ہیں یہ ہے پیار کی بات

میرا مسلک تو حقیقت میں یہی ہے حامؔد
پہلے حق، پھر شہِ دیںؐ اور پھر ان چار کی بات

مناظر مدینے کے جو دیکھ آئے
یہ آنکھ اُن کی آنکھوں کے قربان جائے

وہ شہرِ مدینہ وہ مسکن نبیؐ کا
خداوندِ عالم سبھی کو دکھائے

جہاں کی فضائیں ہیں جنت بداماں
جہاں ہر شہنشاہ سر کو جھکائے

وہ بابِ مدینہ وہ روضہ نبیؐ کا
نگاہوں کا میری بھی رتبہ بڑھائے

کہیں سب مدینے کو جاتا ہے حامد
مری زندگی میں وہ دن کاش آئے

رہ نوردِ راہِ اُلفت راہ پر آنے لگے
ٹھوکریں کھا کر سنبھل جانے کا موسم آگیا

رندِ خوش اطوار کی سرمستیاں بڑھنے لگیں
بادۂ عرفاں کو چھلکانے کا موسم آگیا

اب کے بھی حامد نہیں آقا نے بلوایا نہیں
پھر ہمارے اشک برسانے کا موسم آگیا

۷۸۶
۹۲

ہم پر نہ کھُلا بابِ کرم اب کے برس بھی
سرکار میں حاضر نہیں ہم اب کے برس بھی

اِس بار بھی سوئی ہوئی تقدیر نہ جاگی
اُٹھے نہیں طیبہ کو قدم اب کے برس بھی

راتوں کی دعائیں بھی مرے کام نہ آئیں
جاتا رہا اشکوں کا بھرم اب کے برس بھی

اِس بار بھی سرکارؐ کو ہم یاد نہ آئے
ناکامِ تمنا رہے ہم اب کے برس بھی

میرے دلِ پُرشوق کے ارماں نہیں نکلے
چومے نہیں وہ نقشِ قدم اب کے برس بھی

دیدار کی پیاسی ہی رہیں میری نگاہیں
برسا نہیں وہ ابرِ کرم اب کے برس بھی

وہ چل دیئے جن پر نگہِ لطف و کرم تھی
ہم رہ گئے اے شاہِ اُمم اب کے برس بھی

حامدؔ تھی کمی جذبۂ دل میں ہی یقیناً
ہم جا نہ سکے سوئے حرم اب کے برس بھی

○

سرکارؐ سے ہم اپنی غلامی کی سند لیں
آؤ کریں تجدیدِ وفا عید کا دن ہے

آقاؐ کی سلامی کے لئے کیوں نہ کھڑے ہوں
ہم کیوں نہ پڑھیں صلِّ علیٰ عید کا دن ہے

پھیلائے ہوئے دامنِ دل آئے ہیں ہم بھی
صدقہ ہو نواسوں کا عطا عید کا دن ہے

عیدی میں خدا بخشے گا پروانۂ جنّت
حامدؔ کے لئے روزِ جزا عید کا دن ہے

گوشۂ منقبت

سیّدنا حضرت صدّیقِ اکبرؓ

صدیقؓ کہ ہیں مطلعِ دیوانِ خلافت
سلطانِ خلافت ہیں نہیں جانِ خلافت
بخشا ہے شرف اِن کو امامت کا نبیؐ نے
ملتا ہے یہیں سے انھیں فرمانِ خلافت

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سیّدنا حضرت عثمانِ غنیؓ

حامدؔ یہ کرم دیکھیے یارانِ نبیؐ کا
احسان وہ لیتا نہیں سر اپنے کسی کا
میں اس کی قناعت کا سبب تم کو بتاؤں
وہ نام لیا کرتا ہے عثمانِ غنیؓ کا

سیّدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

علیؓ کی ذاتِ اقدس پر خلافت ناز کرتی ہے
یہ ہیں شیرِ خدا، اِن پر شجاعت ناز کرتی ہے
شبِ ہجرت ہوا اظہار اِن سے جس محبّت کا
محبت کی قسم، اُس پر محبّت ناز کرتی ہے

اہلِ بیتِ اطہارؓ

نبیؐ کی آل سے وابستگی ایمان کی جاں ہے
جو اِن کے ہیں کسی مشکل سے گھبرایا نہیں کرتے
خزاں اور گلشنِ زہراؓ، ارے توبہ، معاذ اللہ
یہاں جو پھول کھلتے ہیں وہ مرجھایا نہیں کرتے

جو تم کو پہچان گئے ہیں
صدقے اور قربان گئے ہیں
نادانوں کی بات الگ ہے
جاننے والے جان گئے ہیں

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ

جنابِ فاطمہؓ جن کا لقب خاتونِ جنت ہے
انھیں کی ذات وجہِ راحتِ قلبِ رسالتؐ ہے

انھیں کے لعل ہیں جن سے شہادت نے شرف پایا
بہارِ باغِ دینِ مصطفےٰؐ اُن کی بدولت ہے

میں اس نسبت پہ نازاں ہوں کہ اُن کا نام لیوا ہوں
مجھے دوزخ کا کیا کھٹکا، مرے حصے میں جنت ہے

قیامت کا مجھے کیا ڈر، مگر غم ہے تو اِس کا ہے
انھیں کیا مُنھ دکھاؤں گا، نہ صورت ہے نہ سیرت ہے

پڑے مشکل تو حامدؔ کیوں نہ میں اُن کی طرف دیکھوں
مجھے معلوم ہے مشکل کشائی اُن کی عادت ہے

سیدہ زینبؓ

٭

اور کیا عرض کروں آپ سے کیا ہے زینبؓ
یہ سمجھئے لبِ حیدرؑ کی صدا ہے زینبؓ

ہر جفا سہہ کے بھی مصروفِ دُعا ہے زینبؓ
بخدا محرمِ اسرارِ خدا ہے زینبؓ

آج بھی جن سے ہے کاشانۂ ایماں روشن
ایسے پُرنور چراغوں کی ضیا ہے زینبؓ

قافلہ زیست کا بھٹکے گا نہ اب راہوں میں
رہ نمائی کے لئے راہ نما ہے زینبؓ

ہم کو تاریخ کے اوراق پتہ دیتے ہیں
فاتحِ معرکۂ کرب و بلا ہے زینبؓ

○

سلام در منقبت سیّدنا حضرت حسینؓ

حسینؓ ابن علیؓ شاہِ کربلا کو سلام
بہارِ باغِ نبیؐ، جانِ فاطمہؓ کو سلام

شہیدِ راہِ وفا تیری ہر ادا کو سلام
جفا کے بدلے دُعا دی، تری دعا کو سلام

چراغ جس نے جلائے لہو سے راہوں میں
زمانہ کیوں نہ کرے ایسے رہنما کو سلام

لِٹا کے قبر میں لختِ جگر کو اے آقا!
تمھارے منھ سے جو نکلی تھی اُس دُعا کو سلام

ہمارا فرض ہے حامدؔ کہ پیش کرتے رہیں
ہر ایک راہ روِ جادۂ وفا کو سلام

سلام در منقبت سیدنا حضرت حسین رضؓ

بھائی چھوٹے اور سر سے باپ کا سایا گیا
لب پہ عابدؓ کے مگر شکرِ خدا پایا گیا

خون آنکھوں نے بہایا ، دل کے ٹکڑے ہو گئے
قصۂ کرب و بلا جس وقت دُہرایا گیا

وہ جفا تھی کون سی، جس میں کمی رکھی گئی
ظلم ایسا کون سا تھا جو نہیں ڈھایا گیا

جس جواں بیٹے کے سہرے کی تمنا دل میں تھی
وہ بھی بوڑھے باپ کے ہاتھوں سے دفنایا گیا

جس کے دادا ساقیٔ کوثر ہیں اُس معصوم کو
تشنہ لب رکھا گیا، پانی کو ترسایا گیا

آیۂ تطہیر جن کی شان میں نازل ہوئی
اُن کو بے پردہ بھرے دربار میں لایا گیا

ہم سے تو حامد گدا اُس در کا ہو جانے کے بعد
پھر کسی کے سامنے دامن نہ پھیلایا گیا

سیّدنا حضرت زین العابدینؓ

محشر میں مجھے جام جو کوثر کا ملا ہے
یہ حضرتِ سجّادؑ کی مدحت کا صلا ہے

یہ کون و مکاں جس کی مہک سے ہیں معطر
گلزارِ امامت میں وہ گل آج کھلا ہے

یہ طوق یہ زنجیر مشیّت تھی وگرنہ
پتّہ بھی بغیر اُن کے ہلائے نہ ہلا ہے

یہ ابنِ سخی، ابنِ سخی، ابن سخی ہیں
جس کو جو ملا ہے وہ اسی در سے ملا ہے

شک اس میں نہیں یہ مرا ایمان ہے حامدؔ
اِس گھر کی وِلا شافعِ محشر کی وِلا ہے

سیدنا امام مہدی رضؓ

حسرتِ دید نگاہوں میں بسا رکھی ہے
ایک دن آئیں گے وہ، آس لگا رکھی ہے

ہم ابھی آتے ہیں، آتے ہیں، یہی کہہ کر
اہلِ ایمان کی امید بندھا رکھی ہے

رونقِ بزم کو کچھ اور بڑھانے کے لئے
ایک تصویرِ مصور نے بچا رکھی ہے

اپنے دل میں تری یادوں کو بسا کر مولیٰ
میں نے اک اور ہی کعبے کی بِنا رکھی ہے

جانے یہ کیوں ہے کہ اب تک تری تصویرِ جمیل
پردۂ غیب میں قدرت نے چھپا رکھی ہے

میری دنیا میں اندھیروں کا گذر کیا ہوگا
میں نے اک شمعِ وفا دل میں جلا رکھی ہے

اُن کی غیبت میں گذارے کے سہارے کے بطور
بزمِ دل اُنؑ کے تصوّر سے سجا رکھی ہے

میں نے محشر میں شفاعت کیلئے اے حامدؔ
اُلفتِ آلِ نبیؐ دل میں بسا رکھی ہے

سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

کون سمجھے، کون جانے عزّ و جاہِ غوثِ پاکؓ
یہ مہ و انجم ہیں سب ذرّاتِ راہِ غوثِ پاکؓ

شاہِ جیلانیؒ سے نسبت ہو تو پھر کیا چاہیئے
ہے خدا اس کا کہ ہے جس پر نگاہِ غوثِ پاک

یوں کہو، اُس کو شفیعِ حشر کا سایہ ملا
جس کو مل جائے سرِ محشر پناہِ غوثِ پاکؓ

دل کی آنکھیں ہوں میسّر تو نظر آجائے گا
چشمِ ظاہر کیا دکھائے عزّ و جاہِ غوثِ پاکؓ

راہِ حق سے وہ بھٹک جائے یہ ممکن ہی نہیں
جو شہِ دیںؐ تک پہنچ جائے براہِ غوثِ پاکؒ

میری آنکھوں کی تمنا بھی بر آئے ایک دن
کاش یہ بھی دیکھ لیں آرام گاہِ غوثِ پاکؒ

قادری نسبت پہ اپنی فخر ہے حامدؔ مجھے
ناز کرتا ہوں کہ ہوں زیرِ پناہِ غوثِ پاکؒ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

مئے عرفاں کا جام دے ساقی
رہے آباد تیرا مے خانہ

آپؐ کے در کا ہوں گدا میں بھی
مجھ پہ بھی اک نظر کریمانہ

رونقیں میرے دل کی تم سے ہیں
تم نہیں ہو تو ہے یہ ویرانہ

محرمِ حسنِ کائنات ہیں ہم
ہم نے دیکھا ہے روئے جانانہ

شاہِ قرباںؒ کی یاد ہے حامدؔ
جس سے روشن ہے دل کا کاشانہ

اُن کے صدقے میں خوب ہوتی ہے
زندگی سے نباہ کیا کہنا

اُن کی بخشش کا کیا ٹھکانا ہے
ہیں گدا بادشاہ کیا کہنا

یاد سے جن کی زندگانی ہے
یاد اُن کی گناہ کیا کہنا

مجھ کو حامدؔ بنا گئی حامدؔ
اُن کی پہلی نگاہ کیا کہنا

○

گوشۂ غزل

پُرسشِ غم کی تھی حاجت نہ سوالات کی تھی
خود سمجھتے کہ ضرورت ہمیں کِس بات کی تھی

آپ کیوں عرضِ تمنّا کا بُرا مان گئے
ترجمانی دلِ بے تاب کے جذبات کی تھی

ذکر یہ کچھ آپ کے اُلجھے ہوئے گیسو کا نہ تھا
بات تو میری پریشانیٔ حالات کی تھی

کون تھا جو تری محفل میں نہیں تھا اے دوست
ہاں اگر کوئی کمی تھی تو مری ذات کی تھی

میکدہ جس کے لئے خون کے آنسو رُویا
زندگی صرف اُسی رندِ خرابات کی تھی

سب سے پہلے وہی منھ موڑ گئے اے حامدؔ
جن سے امید ہمیں لطف و عنایات کی تھی

حُسن کا انداز جو مائل بہ عطا ہوتا ہے
در حقیقت وہ مرا حرفِ دعا ہوتا ہے

شیخ نامحرمِ اسرارِ وفا کیا جانے
کیا نہیں ہوتا رہِ عشق میں کیا ہوتا ہے

چھُپ نہیں سکتی شہیدوں کے لہُو کی سُرخی
ہم کو معلوم ہے کیا رنگِ حنا ہوتا ہے

ہے مری چشمِ تمنا کی کرشمہ سازی
حُسن کا اُن کے ہر انداز جدا ہوتا ہے -

کوئی اُس قافلۂ شوق کی قسمت دیکھے
لوٹنے والا جسے راہ نما ہوتا ہے

وہ جو چاہیں تو خموشی بھی زباں رکھتی ہے
ورنہ حامدؔ لبِ اظہار سے کیا ہوتا ہے

بھیک ملتی ہے جو حامدؔ درِ قرباںؒ سے مجھے
اُس سے میرا مرے گھر بھر کا بھلا ہوتا ہے

جو کوئی کشتۂ تسلیم و رضا ہوتا ہے
قبلہ و کعبۂ اربابِ وفا ہوتا ہے

گر بھلائی کی تمنا ہے بھلائی کیجئے
کہ بُرا چاہنے والے کا بُرا ہوتا ہے

غیر تو غیر ہیں، غیروں سے شکایت کیسی
صرف اپنوں ہی سے اپنوں کا گلہ ہوتا ہے

زحمتِ پُرسشِ غم آپ گوارا نہ کریں
پرسشِ غم سے تو غم اور سوا ہوتا ہے

داغِ ہجراں جسے کہتے ہیں زمانے والے
زندگی بھر کی وفاؤں کا صلہ ہوتا ہے

عزمِ تعمیرِ گلستاں تجھے اللہ رکھے
آندھیاں لاکھ بھی آ جائیں تو کیا ہوتا ہے

ہر تصور ہے غلط ذاتِ الٰہی کے لئے
جو تصور میں نہ آئے وہ خدا ہوتا ہے

اُن سے کیا اُن کے تغافل کی شکایت حامدؔ
جو بھی ہوتا ہے مقدر کا لکھا ہوتا ہے

وجہِ سکونِ قلبِ پریشاں کب آئے گا
اے درد یہ بتا ترا درماں کب آئے گا

ہر اک سے پوچھتا ہے یہ حسرت نصیبِ دل
جاں جس کی منتظر ہے وہ جاناں کب آئے گا

کس دن دعائے نیم شبی رنگ لائے گی
کچھ تو بتا وہ اے شبِ ہجراں کب آئے گا

ہر ایک جس کو اپنا سمجھ کر ہے منتظر
سب جس کے میزباں ہیں وہ مہماں کب آئے گا

سونی پڑی ہوئی ہیں محبّت کی محفلیں
وہ سازِ دل پہ ہونے غزل خواں کب آئے گا

حامدؔ کوئی بتائے کہ وہ چودھویں کا چاند
کرنے حریمِ دل میں چراغاں کب آئے گا

○

اُنھیں خود اُن کی ادا بھا گئی تو کیا ہوگا
اُنھیں یہ بات اگر آ گئی تو کیا ہوگا

ابھی سے رند ہیں مینا بدست اے ساقی
جو میکدے پہ گھٹا چھا گئی تو کیا ہوگا

غمِ حیات کو ڈھالا ہے تلخیٔ مے میں
طبیعت اس سے بھی گھبرا گئی تو کیا ہوگا

سنا ہے آج مجھے دیکھنے وہ آئیں گے
جو اُن سے پہلے قضا آ گئی تو کیا ہوگا

ابھی تو حسرتِ پرواز کا سہارا ہے
فضا قفس کی جو راس آ گئی تو کیا ہوگا

ہماری طرح وفا کے تم بھی فریب کھاؤ تو ہم بھی جانیں
ہجومِ رنج و اَلم میں تم بھی جو مسکراؤ تو ہم بھی جانیں

یہ کیا کہ تنکوں کو پھونک ڈالا ذرا یہ اِن بجلیوں سے کہہ دو
جو عزمِ تعمیرِ آشیاں ہے اُسے جلاؤ تو ہم بھی جانیں

یہ مانا خاموش ہوگئے ہو نظر سے روپوش ہوگئے ہو
مگر ہمارے خیال میں بھی کبھی نہ آؤ تو ہم بھی جانیں

پیامِ اُلفت سنانے والو پیام سے کام کیا چلے گا
جو شمع سینوں میں بجھ چکی ہے اُسے جلاؤ تو ہم بھی جانیں

حیاتِ نامعتبر پہ اتنی مسرّتیں کس لئے ہیں حامد
مآلِ ہستی نظر میں رکھ کر جو مسکراؤ تو ہم بھی جانیں

اپیل

قارئینِ کرام سے التماس ہے کہ وہ والدِ محترم حضرت رؤف امروہوی، والدۂ محترمہ محمّدی بیگم صاحبہ، خسرِ محترم جناب سردار احمد خاں صاحب اور میرے شکاگو کے عزیز دوست جناب الیاس پٹیل کے والدِ محترم جناب حاجی محمد آدم پٹیل اور والدۂ محترمہ بی بی عائشہ صاحبہ مرحومین کے لئے خصوصی اوقات میں دعائے مغفرت فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلعم کے طفیل ان سب کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے۔ آمین

طالبِ دعا:

حامد امروہوی

حامد امروہوی

"اپنے والدِ محترم حضرت رؤفؔ کی طرح حامدؔ امروہوی کی نعت گوئی میں بھی وہ شاعرانہ طمطراق نہیں ہے جو ہماری توجہ فنی قدرت اور کمالِ سخن کی جانب کھینچے بلکہ وہ کیفیت اور تاثر اور رنگ و آہنگ ہے جو محبت کی چنگاری سے پیدا ہوتا ہے۔"

——— پروفیسر نثار احمد فاروقی

"حامدؔ امروہوی کی نعتیں از رہِ ہدیۂ خلوص اور نذرِ عقیدت ہیں جن میں اظہارِ خودسپردگی کی کیفیات اکثر نمایاں ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ نعتیں دل کی گہرائیوں سے نکل کر صفحۂ قرطاس پر جلوہ ریز ہوئی ہیں۔" ——— عالیجناب خواجہ ریاض الدین عطش

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی عقیدت کا اظہار اُن کی نعتیہ شاعری میں اس شدّت سے ہوتا ہے کہ ہر شخص کے دل پر اس کا تاثر قائم رہتا ہے۔ دل کی گہرائی سے اُبلنے والے جذبات کی کیفیت ہے اور ہر شعر آمد کا ثبوت ہے۔" ——— فخرِ غزل حضرت شمیم جے پوری

"حامدؔ کی نعت کی نسبت سے ایک بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اُن کی نعت میں جذبے کا بے حد خلوص پایا جاتا ہے۔ اُنھوں نے نعت صرف "برائے نعت گوئی" کبھی نہیں کہی۔ نعت اُن کے مزاج کا ایک حصّہ ہی نہیں بلکہ ان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔"

——— جناب سرفراز عثمانی

"حامدؔ امروہوی کا کلام بے ساختگی، جذبوں کی گہرائی، احساس کی تپش، خوب صورت الفاظ اور تراکیب کے استعمال اور فنی پختگی کی وجہ سے بے نظیر ہے۔"

——— "پاکستان جرنل" لاس اینجلس، امریکہ